عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

کرسی پر نماز
فقہی تحقیق

جلد: ۴۱ | ۵ تا ۱۲؍ جمادی الثانی ۱۴۴۳ھ مطابق ۸ تا ۱۵؍ جنوری ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۲

وزیر اعظم کے نام کھلا خط

مجاہد ختم نبوت
حضرت مولانا
محمد اکرم طوفانی کا سانحہ ارتحال

توہین رسالت
روسی صدر کا حقیقت پسندانہ بیان

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

حق وراثت

س:...... وراثت کے حوالے سے ایک مسئلہ کا حل درکار ہے، جب میرے والد مرحوم کا انتقال ہوا تو میں اور میری سگی بہن کے علاوہ میری سوتیلی والدہ اور ان کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں حیات تھیں، ابھی حال ہی میں جبکہ والد مرحوم کی ایک جائیداد فروخت کی گئی ہے تو میں اور میری مرحومہ سگی بہن کے شوہر دو بیٹے اور ایک بیٹی اور میری مرحومہ سوتیلی والدہ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں حیات ہیں، ارشاد فرمائیں کہ جائیداد کی رقم کی تقسیم کس حساب سے ہوگی؟ امید ہے کہ مشکور فرمائیں گے۔

ج:...... آپ کے والد ماجد کی کل جائیداد میں سے آٹھواں حصہ آپ کی سوتیلی والدہ اور مرحوم کی بیوہ کو ملے گا اور باقی میں سے ہر بیٹے کو دوہرا اور بیٹی کو اکہرا حصہ ملے گا، گویا والد کی جائیداد کے ۸۰ حصے ہوں گے، تقسیم کا نقشہ حسب ذیل ہوگا:

بیوہ	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی	بیٹی
۱۰	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷

گواہوں کے بغیر نکاح

س:...... ایک شخص نے بغیر گواہ اور وکیل کے نکاح کر لیا، انہوں نے قرآن اور اللہ کو سامنے رکھ کر یہ نکاح کیا، جبکہ ان کا کہنا ہے کہ نکاح کے لئے ضروری نہیں کہ کوئی گواہ یا وکیل ہو اور اللہ اور قرآن ہی سب سے بڑا گواہ اور وکیل ہے، سوال یہ ہے کہ کیا یہ نکاح درست ہے؟

ج:...... اگر زوجین یعنی میاں بیوی مجلس نکاح میں موجود ہوں تو وکیل کی ضرورت تو نہیں البتہ نکاح کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا گواہ ہونا نکاح کے لئے شرط ہے۔ اگر کسی نے گواہوں کے بغیر نکاح کیا تو وہ نکاح منعقد نہیں ہوگا، قرآن کو گواہ بنانا ناجائز اور حرام ہے۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارا نکاح ہوگیا ہے وہ زنا کاری کے مرتکب ہوں گے۔

رسم ورواج کی جکڑ بندیاں

س:...... میں سرکاری ملازمت کرتا ہوں لیکن اب تک میری شادی نہیں ہوئی، اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے جہیز سے نفرت ہے جبکہ ہمارے علاقے میں لڑکے والے جہیز دیتے ہیں، جو تقریباً ایک لاکھ تک ہوتا ہے، جبکہ میری مالی حالت درست نہیں ہے، اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... شریعت نے نکاح کو آسان بنایا تھا اور زنا کو مشکل، مگر افسوس کہ اب لوگوں نے رسم ورواج کی جکڑ بندیوں میں اپنے آپ کو جکڑ کر نکاح کو مشکل بنا دیا ہے۔ آپ کسی دوسری برادری میں نکاح کر لیں اور مناسب حق مہر کا انتظام کر لیں اور اپنی پاکیزہ زندگی گزاریں، دیکھا جائے تو موجودہ دور میں اکثر و بیشتر بے راہ رویوں اور زنا کاریوں کا سبب یہی رسم ورواج ہے، کیونکہ جب کسی کے پاس اتنی رقم نہ ہوگی تو وہ نکاح کے بجائے غلط کاری کی راہ اختیار کرے گا۔

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ ۵تا۱۲ر جمادی الثانی ۱۴۴۳ھ مطابق ۸تا۱۵ر جنوری ۲۰۲۲ء شمارہ:۲

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے!	۴	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
توہین رسالت… روسی صدر کا حقیقت پسندانہ بیان	۸	ادارہ
اسلام میں رسول ﷺ کا تصور (۲)	۱۱	حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ
کرسی پر نماز کی فقہی تحقیق	۱۵	مفتی محمد شعیب اللہ خان
مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اکرم طوفانیؒ کا سانحۂ ارتحال	۱۸	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مجلس کے عظیم سپہ سالار مولانا محمد اکرم طوفانیؒ	۲۰	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا حافظ محمد اکرم طوفانیؒ… شیر یزدانی	۲۲	مولانا پیر عزیز الرحمٰن رحمانی
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ… حیات اور کارنامے	۲۴	مولانا نصیر الدین قاسمی
وزیر اعظم پاکستان کے نام کھلا خط	۲۷	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۱۰۰ڈالر یورپ، افریقہ:۸۰ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک:۷۰ڈالر
فی شمارہ ۱۵روپے، ششماہی:۳۵۰روپے، سالانہ:۷۰۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

قادیانی جماعت کے چیف گرو مرزا قادیانی نے اپنے نام نہاد صحابہ (معاذ اللہ) کے متعلق خود تحریر کیا:

’’....ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی سو میں (مرزا غلام احمد قادیانی) دیکھتا ہوں.... کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہوکر.... اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں.... اور انہیں سفلہ اور خودغرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خودغرضی کی بنا پر لڑتے.... یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں.... اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم (قادیانیوں) سے اچھا ہے۔‘‘

(ملخصہ اشتہار والتوائے جلسہ ص:۱، شہادۃ القرآن، ص:۳، ۴، خزائن:۶ ص:۳۹۵، ۳۹۶)

دوسری جگہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

بن کے رہنے والو! تم ہرگز نہیں ہو آدمی
کوئی ہے روباہ کوئی خنزیر اور کوئی ہے مار

(درثمین اردو، ص:۷۹ مطبوعہ قادیان)

’’جنگل کے رہنے والو! تم قطعاً انسان نہیں ہو، کوئی تم میں لومڑی ہے، کوئی سؤر ہے اور کوئی سانپ۔‘‘

درج ذیل واقعہ کو سامنے رکھیں تو آج بھی قادیانی جماعت مرزا قادیانی کے ان اقوال کا مظہر اتم اور مصداق کامل اسی طرح نظر آتی ہے، جس طرح روزِ اول میں تھی۔ درج ذیل واقعہ کی تفصیل کی مناسبت سے مولانا محمد رضوان عزیز صاحب نے فقیر کی ایک تقریر سے اقتباس اور ذیل کا تبصرہ ارسال کیا ہے، ملاحظہ ہو:

’’امت قادیانیہ کی مذہبی دال روٹی چلتی ہی پیش گوئیوں کے سہارے پر ہے تو کیوں نہ تمہیں آج اس خادم ختم نبوت کی ایک چالیس سال قبل کی پیش گوئی سنادیں، جسے اللہ تعالیٰ نے حرف بہ حرف پورا کردیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ’’ان من عباداللہ لو اقسم علی اللہ لابرہ‘‘ (ابوداؤد، رقم:۴۵۹۵)

ترجمہ: ’’بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ کے نام پر قسم اٹھالیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دیتے ہیں۔‘‘

آپ ذرا ریکارڈ میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب حفظہ اللہ کا وہ بیان پڑھ لیں، جو مطبوعہ شکل میں موجود ہے:

’’یکم جون ۱۹۸۲ء، ایف-۸-۳ جامع مسجد قاسمیہ اسلام آباد میں بعد نماز مغرب آپ کی جماعت مرزائیہ کے چیف گرو مرزا ناصر کے بالکل پڑوس میں جب مسجد کے مقابل والے سڑک کے کنارے مکان میں مرزا ناصر اپنی نئی نویلی دلہن کے ساتھ ہنی مون منا رہا تھا، شاہین ختم نبوت نے فرمایا تھا اور ببانگ دہل ایک پیش گوئی کی تھی کہ: ’’ربوہ میں بچیوں کے ساتھ کیا درندگی ہو رہی ہے، طاہرہ یاسمین نامی لڑکی نے (ربوہ) کس بات سے تنگ آ کر زہر کھایا تھا، کیا مرزا ناصر کے صاحبزادوں نے وہاں کسی معصوم بچی کو چھوڑا ہے؟ غیروں کی عزتیں تباہ کرنے والو! تمہاری عزت نہیں بچے گی، دنیا ہی میں حساب دے کر جاؤ گے۔‘‘ (خطاب مولانا اللہ وسایا، بنام ’’حقائق بولتے ہیں‘‘ یکم جون ۱۹۸۲ء قاسمیہ مسجد اسلام آباد)

آج وہ مرد قلندر بھی حیات ہے اور مرزا ناصر کی پوتی مرزا طاہر کی نواسی چیخ چیخ کر مولانا اللہ وسایا صاحب کی پیشگوئی پر مہر تصدیق ثبت کر رہی ہے۔ کم و بیش چالیس سال پرانی اس پیشگوئی کو سامنے رکھ کر اس ’’ندا‘‘ نامی لڑکی کی چیخ پکار سنیئے اور جان لیجئے کہ قادیانی خاندان میں یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے، بلکہ یہی حال اس ملعون گھرانہ کا اپنے یوم تاسیس سے ہی تھا۔

گزشتہ کچھ دنوں سے ’’ندا‘‘ نامی ایک قادیانی خاتون کی مرزا مسرور سے فون پر طویل گفتگو وائس میسج کے ذریعہ سوشل میڈیا پر گشت کر رہی ہے، جس میں اس خاتون نے اپنے ساتھ جنسی زیادتی کا مرزا مسرور سے رونا رویا ہے۔ جس قادیانی خاتون (ندا) سے زیادتی کی جاتی رہی، وہ مرزا ناصر کی پوتی، مرزا لقمان کی بیٹی اور مرزا طاہر کی نواسی ہے۔ مرزا مسرور کی بیوی داؤد مظفر شاہ کی بیٹی ہے۔ مرزا مسرور کا سالا محمود شاہ (جو ندا آبروریزی کیس کا مرکزی کردار ہے) چناب نگر میں ناظر اصلاح وارشاد ہے اور اس کا دوسرا بھائی یعنی مرزا مسرور کا دوسرا سالا خالد شاہ ناظر اعلیٰ ہے۔ یہ دونوں بھائی مرزا مسرور کی ناک کا بال ہیں اور مرزا مسرور نہ جانے کیوں ان سے خائف ہے۔

واقفان حال بتاتے ہیں کہ چند ماہ قبل مرزا مسرور لندن میں زخمی ہوا تھا۔ وہ بھی انہی دو کا ’’کارنامہ‘‘ تھا۔ دیرینہ ڈرائیور کے ذریعہ مرزا مسرور پر حملہ کرایا گیا تھا۔ جب کہ مرزائی جماعت نے اس واقعہ کو ’’حضور‘‘ کا پاؤں پھسل جانے سے رپورٹ کیا تھا۔ زخمی ہونے کی تردید نہیں کی گئی تھی۔ یہی محمود شاہ ’’خلافت‘‘ کا بھی مضبوط امیدوار ہے۔ سوشل میڈیا پر وائرل اس وائس میسج کی تفصیل کے مطابق:

’’قادیانی جماعت کے مرکز (ربوہ) چناب نگر میں مبینہ جنسی زیادتی کا انکشاف سامنے آیا ہے۔ قادیانیوں کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر کی نواسی ’’ندا‘‘ نے قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا مسرور کے ساتھ ہونے والی آڈیو کال میں انکشاف کیا ہے کہ موجودہ پانچویں خلیفہ مرزا مسرور کے سالے محمود شاہ، عامر اور ڈاکٹر مبشر میرے ساتھ قادیانیوں کے مرکز کے احاطۂ خاص (قصرِ خلافت) میں گزشتہ آٹھ سالوں سے جنسی زیادتی (زنا) کرتے رہے ہیں۔ اس آڈیو کال میں جس ڈاکٹر مبشر کا ذکر ہے وہ مرزا ناصر کے بھائی مرزا منور کا بیٹا ہے، اس لئے ندا اسے چچا مبشر کے نام سے یاد کرتی ہے۔ چچا اپنی اس بھتیجی کے ساتھ یہ جنسی کھیل کھیلتا رہا۔ مرزا مسرور اپنے سالے کو بچانے کی خاطر متاثرہ لڑکی کو خاموش رہنے کی بار بار تاکید کر رہا ہے۔

متاثرہ لڑکی ’’ندا لقمان‘‘ کی والدہ ’’فائزہ‘‘ اور اس لڑکی کے والد ’’مرزا لقمان‘‘ نے بھی لڑکی کو پاکستان سے لندن پہنچا دیا ہے اور مرزا مسرور سے ملوایا ہے تاکہ کسی طریقے سے لڑکی کو خاموش کرایا جا سکے۔ جس کے بعد مرزا مسرور نے اسے قانونی اور شرعی معاملات کے نام پر قائل کرنے کی کوشش کی، جس پر متاثرہ لڑکی نے کہا: ’’اس کے ساتھ جنسی زیادتی ہوئی ہے، جس کے تمام ثبوت اس کے پاس موجود ہیں اور انصاف نہ ملنے کی صورت میں وہ برطانیہ کی عدالت میں بھی جا سکتی ہے۔‘‘

قادیانیوں کے خلیفہ مرزا مسرور کے سالے اور قادیانیوں کے مقامی سربراہ محمود احمد شاہ کی زیادتی کا نشانہ بننے والی لڑکی ندا نے کہا کہ: ’’میرے

ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور میرے پاس دیگر ثبوت موجود ہیں۔ لہٰذا گواہوں کی ضرورت نہیں ہے۔‘‘ لڑکی نے کہا: ’’میرے ساتھ متعدد بار ایسا کیا گیا ہے، جس کے خلاف میں عدالت جاؤں گی۔‘‘

’’ندا‘‘ نے مرزامسرور احمد سے قصرِ خلافت (ربوہ) چناب نگر میں اپنے ساتھ ہونے والی مسلسل جنسی زیادتیوں کی شکایت کی۔ مرزامسرور احمد نے نشانہ بننے والی خاتون کے الزامات کو مسترد نہیں کیا، بلکہ اس پر انہیں خاموش رہنے اور بات کو دبا دینے کا مشورہ دیا۔ اس پر موصوفہ نے کہا: ’’اس زیادتی کے خلاف آواز اٹھانے کا حق مجھے ویسٹرن ورلڈ نے دیا ہے، قانون نے دیا ہے اور دین نے دیا ہے۔ میں یہاں رکنے والی نہیں ہوں، میں یہ بات برطانوی کورٹس میں لے کر جاؤں گی‘‘ تو مرزامسرور احمد نے انتہائی ڈھٹائی سے انہیں جواب دیا کہ: ’’پھر کیا ہوگا؟ دنیا چار دن باتیں کرے گی اور بس!‘‘

مرزامسرور احمد نے مزید کہا: ’’ایسے کیس میں چار گواہ طلب کئے جاتے ہیں۔‘‘ ندا نے برجستہ جواب دیا: ’’بلوغت اور رضامندی میں۔ ریپ میں نہیں۔ میرے ساتھ زبردستی کی جاتی رہی، ایک ایک ہفتہ میں کئی کئی بار میرے ساتھ ایسا کیا جاتا رہا۔ آخری بار مجھے اتنا زچ کیا گیا کہ مجھے الٹی ہوئی۔ میں ۲۸؍فروری ۲۰۲۱ء تک خاموش رہی، مگر جب پانی سر سے گزر گیا تو میں نے آپ کو ۳؍مارچ کو اس زیادتی پر نوٹس لینے کے لئے خط لکھا، لیکن آپ نے انکوائری نہیں کروائی۔ احاطۂ خاص (قصرِ خلافت) میں کنجر خانہ کھلا ہوا ہے۔ آپ کے کندھوں پر چڑھ کر وہ عورتوں کا ریپ کر رہا ہے، وہ گوبر کا ڈھیر تھا، آپ نے اسے یہ طاقت دی ہے۔‘‘

ندا نے اس آڈیو کال میں مرزامسرور کو مخاطب کر کے اس خطرہ سے بھی آگاہ کیا:

☆......حضرت صاحب! آپ کس چنگل میں پھنس چکے ہیں؟ مگر میں آپ کے لئے بہت شدت سے دعا کروں گی۔

☆......محمود کھوتا شاہ کی وجہ سے آپ نے ہماری جماعت اور ۱۳۰ سال کی محنت داؤ پر کیوں لگا رکھی ہے؟

☆......آپ گھبرائے ہوئے ہیں اور اتنے گھبرائے ہوئے ہیں کہ آپ کو پتہ ہے کہ ’’ندا‘‘ سچ بول رہی ہے اور ان سارے لفنگوں نے میری کمر میں چھریاں ماردی ہیں۔

☆......آپ کی باتیں دنیا میں کوئی نہیں مانے گا، پلیز اپنی عزت بچائیں۔

قارئین کرام! یہ کون سا جادو ہے جو سر چڑھ کر بول رہا ہے اور قادیانی چیف گرو مرزامسرور بھیگی بلی کی طرح اس کے سامنے بے بس ہے۔ یہ محمود شاہ مرزامسرور کی بیوی امۃ الصبوح کا بھائی ہے۔

محمود شاہ ممکنہ طور پر قادیانیوں کے چھٹے خلیفہ ہوں گے، جو اس وقت صدر انجمن احمدیہ (ربوہ) برائے ۲۰۱۹ء اور ۲۰۲۰ء کے اہم ترین عہدوں پر ہے۔ محمود احمد شاہ کو اس انجمن میں اس سال ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ مقرر کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ قادیانی جماعت کے مرکزی عہدیداروں کی جنسی زیادتی کا نشانہ بننے والی اس خاتون کو اس کال میں مسلسل ڈرایا دھمکایا جاتا رہا اور اس لڑکی کو خاموش رہنے کی تاکید کی جارہی ہے۔

دوسری طرف کچھ دن قبل قادیانی جماعت پاکستان کے ترجمان اور محمود شاہ کے قریبی ساتھی سلیم الدین بھی پاکستان سے فرار ہو کر لندن چلے گئے ہیں۔ لگتا یہ ہے کہ ان کو اس آڈیو کے لیک ہونے کا پہلے سے اندیشہ تھا اور اس آڈیو کال اور دیگر قانونی کارروائیوں سے بچنے کے لئے وہ پاکستان سے فرار ہو چکے ہیں۔ سوشل میڈیا پر کچھ حلقوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ سلیم الدین کو جماعت سے خارج کیا جاچکا ہے۔

قارئین! یہاں تک تو سوشل میڈیا پر جاری آڈیو کال کی تلخیص بیان کی۔ اللہ رب العزت ہر انسان کی عزت وآبرو اور آل واولاد کی حفاظت فرمائیں۔ آمین۔ ہمارے نزدیک تو یہ: ’’ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین ہ تنزل علی کل افاک اثیم ہ‘‘ (الشعراء:۲۲۱،۲۲۲)

ترجمہ: ’’میں بتلاؤں تم کو کس پر اترتے ہیں شیطان، اترتے ہیں ہر جھوٹے گناہ گار پر۔‘‘

اس آیت مبارکہ کی رو سے تمام جھوٹے مدعیانِ نبوت باطلہ جن پر شیطان نزول کرتا ہے، وہ سب جھوٹے اور بدکردار ہیں۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ مسیلمہ کذاب ملعون سے لے کر ملعون قادیان تک سبھی جہاں کذاب تھے، وہاں پرلے درجہ کے بدکار بھی تھے۔ مسیلمہ کذاب نے سجاح نامی مدعیہ نبوت کا ذبہ سے مذاکرات کرتے ہوئے اسے اپنے دام تزویر میں ایسے نڈھال کیا کہ ہوس رانی کا شکار بنا ڈالا اور اس کی آبروریزی کر کے اسے کہیں کا نہ چھوڑا۔

یہی حال ملعون قادیان کا تھا۔ اپنے گھر کو پرائی چھوکریوں کا باڑہ بنایا ہوا تھا، جورات بھر اس کے خلوت خانہ میں ''مفوضہ امور'' بجالاتیں۔ کوئی ٹانگیں دباتی، بعض دباتے دباتے مارے سرور کے مرزا قادیانی کو شرمسار کردیتیں۔ کوئی پنکھا جھلتی، کوئی روٹی لاتی اور کوئی خاتون مرزا کے خلوت خانہ میں برہنہ نہانے لگ جاتی۔ مرزا قادیانی ایسے عالم میں سرمست باچھیں کھلیں، آنکھیں پھٹیں اور نظارۂ دیدار ہوتے۔ لعنت بر پسر فرنگ۔ کبھی ترنگ میں آتے تو شادی کے خواہشمند مرید کو کھڑکی کے سامنے کھڑا کر کے گھر میں موجود پرائی بچیوں کو سامنے سے گزارتے کہ جو پسند ہو، حاضر ہیں۔ شادی کرانے والے ''بچولے'' بھی ایسی درندگی اور کمینگی سے شرماتے ہیں جو ملعون قادیان اپنے نام نہاد صحابہ کی عزتوں سے کر گزرتے تھے۔ پھر اس نظارہ سے فراغت کے بعد قادیانی ملعون اور ان کے بھڑوے مرید بیٹھ کر ان عورتوں کے چہروں پر گول منہ والی، لمبے منہ والی کے تبصرے کرتے اور حظ اٹھاتے۔

اسی کا اثر تھا کہ مرزا محمود پسر ملعون قادیان نے قادیان میں خطبۂ جمعہ میں ایک خط پڑھ کر سنایا۔ پھر وہ اخبار الفضل قادیان میں شائع ہوا کہ مرزا قادیانی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتا تھا۔ (کوئی مائی کا لال قادیانی، رہتی دنیا تک اس حوالہ کا انکار نہیں کرسکے گا، ہے ہمت تو کریں جرأت) مرزا قادیانی جھوٹے مدعی نبوت قادیان کے یہ کرتوت ہیں۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ اس کے بڑے بیٹے نام نہاد خلیفہ قادیان نے تو بدکاری، زناکاری اور آبروریزی کا وہ شرمناک میلہ لگایا کہ خود اس کے اپنے مرید قادیان میں چلّا اٹھے۔ درجنوں کتابیں لکھی گئیں جو مرزا محمود قادیانی کے گھناؤنے کردار کی ناقابل تردید شہادتوں پر مبنی آج بھی موجود ہیں جو ''افاک اثیم'' کے شیطانی خلوتوں وجلوتوں پر دو دھاری تلوار کا کام دینے کے لئے مظلوم ومقہور، خواتین قادیان کی آہوں اور سسکیوں کی ترجمانی کے لئے تیار ہیں۔ حد ہوگئی کمینہ پن کی کہ انہیں کتابوں اور دستاویزات میں دیگر متاثرہ قادیانی خواتین کی شہادتوں کے علاوہ خود مرزا محمود کی بیٹی کی شہادت موجود ہے کہ میرے باپ نے میرے ساتھ جنسی درندگی کا کامیاب اور فاتحانہ کھیل کھیلا۔ مرزا ناصر ہو یا مرزا طاہر یا مرزا مسرور: ایں خانہ ہمہ آفتاب است

آج پھر اسی ملعون گھرانہ کی ایک خاتون مرزا ناصر کی پوتی اور مرزا طاہر کی نواسی خود نوحہ کناں ہے کہ دو خلیفوں کی عزت تیسرے خلیفہ کے سالا نے برباد کردی ہے۔ آڈیو ٹیپ میں اس متاثرہ خاتون کی چیخ وپکار، چلّانا اور نوحہ کرنا رونگٹے کھڑے کردیتا ہے، لیکن ہمارے لئے جائے افسوس تو ضرور ہے، جائے حیرت بالکل نہیں۔ اس لئے کہ یہ اس راسپوٹینی خاندان کی روایات کا تسلسل ہے۔ تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ طرفہ یہ کہ اس بچی کی عزت تارتار کرنے والے بنیادی کردار کے متعلق کہا جارہا ہے کہ وہ قادیانی خلافت کا مضبوط امیدوار ہے۔ قادیانی روایات کے مطابق انتخاب تو درست معلوم ہوتا ہے کہ ملعون قادیان مرزا قادیانی، مجسم شیطان قادیان مرزا محمود کی گدی کا جانشین ایسے ہی ہونا چاہئے۔ مرزا محمود نے اپنی بیٹی کو ہوس رانی کا نشانہ بنایا۔ اس کا خلیفہ سادس اس کی پڑپوتی اور پڑنواسی سے سالہا سال داد عیش میں مصروف بکار خاص رہا ہے۔ طابق النعل بالنعل!

مرداں چنیں کنند لعنت بر جملہ پسران فرنگ

جس گروہ نے خدا تعالیٰ، مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم، اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین، اولیاء امت اور امت مسلمہ کی اہانت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی، ان سے ''ندا'' کی صدا بدلہ لے سکتی ہے؟ ملعون قادیان یہ کیسی غلیظ فصل کو تیار کر کے گیا ہے؟

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

توہین رسالت

روسی صدر کا حقیقت پسندانہ بیان!

روسی صدر ولادی میر پیوٹن نے کہا ہے کہ پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی آزادیٔ اظہار رائے نہیں۔ روسی خبر رساں ایجنسی تاس کے مطابق روسی صدر ولادی میر پیوٹن نے سالانہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آزادیٔ اظہار رائے اور فنکارانہ آزادی کا مطلب یہ نہیں کہ پیغمبر اسلام سمیت دیگر مذہبی شخصیات کی اہانت کا لائسنس مل گیا ہے۔ فنکارانہ آزادی ضروری ہے تاہم دوسروں کے جذبات اور مقدسات کا احترام رکھنا بھی ضروری ہے۔ اپنی آزادی سے کسی دوسرے کی آزادی کی خلاف ورزی اور جذبات مجروح نہیں کرنے چاہئیں۔ مذہبی شخصیات کی اہانت آمیز تصاویر ان کے چاہنے والوں کو تشدد پر اکسانے کا باعث بنتی ہیں۔ روسی صدر نے چارلی ایبڈو میگزین کے ادارتی دفتر پر گستاخانہ خاکوں کی اشاعت اور اس کے نتیجے میں میگزین کے دفتر پر حملے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ پیغمبر اسلام کی توہین آزادیٔ اظہار میں شمار نہیں ہوتی۔ روسی صدر نے ان ویب سائٹس پر بھی تنقید کی جن پر دوسری عالمی جنگ میں مرنے والے روسیوں اور نازیوں کی تصاویر پوسٹ کی جاتی ہیں۔ ولادی میر پیوٹن کا کہنا تھا کہ ایسی حرکات انتہا پسندی میں اضافہ کرتی ہیں۔ روسی صدر نے مزید کہا کہ ان کا ملک روس ایک کثیر النسلی اور کثیر المذہبی ملک کے طور پر ابھرا ہے، اس لئے روسی ایک دوسرے کی روایات کا احترام کرتے ہیں، لیکن کئی ممالک میں ایسا احترام کم ہی پایا جاتا ہے۔

روسی صدر کی جانب سے شانِ رسالت میں گستاخی کرنے والوں کو دیا گیا جواب دیکھتے ہی دیکھتے سوشل میڈیا پر وائرل ہوگیا، دنیا بھر کے مسلمانوں کی جانب سے اس حساس معاملے پر ان کا نقطۂ نظر سمجھنے پر روسی صدر کا شکریہ ادا کیا جارہا ہے۔ وزیراعظم عمران خان نے بھی بیان پر سماجی رابطوں کی ویب سائٹ ٹوئٹر پر ردِعمل دیا۔ وزیر اعظم نے روسی صدر کے بیان کا خیرمقدم کرتے ہوئے کہا کہ ولادی میر پیوٹن کا بیان میرے اس پیغام کی تصدیق ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین آزادیٔ اظہار نہیں۔ اپوزیشن کی بڑی سیاسی جماعت جمعیت علماء اسلام اور اپوزیشن اتحاد پی ڈی ایم کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن کا کہنا تھا کہ روسی صدر کا بیان عالم اسلام کے اس موقف کی تائید ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت وتقدس آفاقی ہے، جس پر ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

حالیہ تاریخ میں کسی بڑے غیر مسلم ملک کے سربراہ کی جانب سے توہین رسالت کے مسئلہ پر یہ پہلا حقیقت پسندانہ بیان ہے جو روس کے صدر ولادی میر پیوٹن نے دیا ہے اور پورے عالم اسلام میں اس بیان کا بجا طور پر خیر مقدم کیا جارہا ہے۔

آزادیٔ اظہار کے نام پر انبیاء کرام کی اہانت اور بالخصوص نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی ایک ایسا بین الاقوامی جرم ہے جس کے باعث کئی دفعہ دنیا کا امن واستحکام خطرے میں پڑا ہے اور جو عالم انسانیت کے درمیان نفرت وتفرقہ پیدا کرنے کا ایک بڑا سبب ہے۔ مسلم دنیا کی جانب سے ایک عرصے سے یہ دہائی دی جارہی ہے کہ آزادیٔ اظہار کی آڑ میں دنیا کی ایک چوتھائی آبادی کے عقیدے اور ایمان کی اساس پر حملہ کرنے اور ان کے دلوں کو مسلسل چرکے لگانے کی روش انتہائی تکلیف دہ اور اذیت رساں ہے، لہٰذا اس مذموم سلسلے کی روک تھام ناگزیر ہے، مگر افسوس ناک امر یہ ہے کہ غیر مسلم دنیا بالخصوص مغربی ممالک کی جانب سے مسلمانوں کے جذبات واحساسات کا ادراک کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی بلکہ جب بھی ایسا کوئی موقع آتا ہے، مغربی ممالک کے حکمران گستاخوں اور شرانگیزی کرنے والوں کی پشت پر جا کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل دنیا کے ڈیڑھ ارب انسانوں کو دیوار سے لگانے کی مترادف ہے اور یقینی طور پر اس سے عالم انسانیت کے درمیان نفرتوں اور عداوتوں کے بیج پیدا ہوتے ہیں۔

امریکا، برطانیہ، جرمنی اور فرانس سمیت دیگر عالمی طاقتیں دنیا کو جس دہشت گردی اور انتہا

پسندی سے چھٹکارا دلانے کے لئے سرگرم ہیں درحقیقت اس کے سوتے انہی کے طرزِ عمل سے پھوٹتے ہیں۔ عالمی طاقتوں کی منافقت اور عیاری کی اس سے بڑھ کر کیا مثال ہوگی کہ فلسطین اور کشمیر میں جاری تحریک آزادی کے متوالے اپنے جذبات اور احساسات کی ترجمانی کے لئے سماجی ویب سائٹوں کا سہارا لیتے ہیں اور دنیا کو اپنے مسائل اور مشکلات سے آگاہ کرتے ہیں تو فوراً متعلقہ ویب سائٹ کی انتظامیہ کی جانب سے ان کے صفحات پر قدغن عائد کردی جاتی ہے اور یوں مظلوموں کی آواز کا گلا سرعام گھونٹ دیا جاتا ہے، لیکن جب اور جس کا دل چاہتا ہے کہ آزادانہ حیثیت میں مقدس شخصیات کے خلاف نازیبا تحریرات اور اشارات پر مشتمل صفحات سیاہ کرڈالتا ہے جبکہ دنیا خاموش تماشائی بنی رہتی ہے۔ یہ دوغلا مزاج اور دہرا معیار انسانیت کو تیزی سے تباہی اور ہولناک تباہی و تصادم کی جانب لے جارہا ہے۔ عالم انسانیت اس منافقانہ طرزِ عمل سے جتنی جلد چھٹکارا حاصل کرلے گی، اتنا ہی یہ دنیا کے امن و استحکام کے لئے مفید امر ہوگا۔

مقامِ شکر ہے کہ روسی صدر ولادی میر پیوٹن نے دنیا میں آزادیٔ اظہار کے مذموم استعمال کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ اگرچہ ان کا یہ بیان دراصل روسی اور نازی جرمنی کی افواج سے متعلق دل آزار مواد کی اشاعت کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے دیا گیا ہے تاہم انہوں نے اس موقع پر بجا طور پر اس شرانگیز اور اشتعال انگیز مہم کے خلاف بھی لب کشائی کی ہے جو اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک عرصے سے جاری ہے۔ اسی سے اس حقیقت کو سمجھنے میں بھی مدد مل سکتی ہے کہ دنیا کی ہر قوم اور ہر ملت کے ہاں کچھ ’’سرخ لکیریں‘‘ ضرور ہوتی ہیں، جن سے آگے برداشت کی حد ختم ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ خود مغرب میں ہولوکاسٹ کے افسانے سے متعلق احساس جرم پر مبنی ایک مصنوعی حساسیت پائی جاتی ہے، جس کے لئے باقاعدہ قوانین موجود ہیں۔ اب اگر مسلمان اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے متعلق اپنی حساسیت کا اظہار کرتے ہیں تو اسے کس بنا پر انتہائی پسندی کہا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں مسلم دنیا کو اپنا اصولی موقف زیادہ مؤثر انداز میں دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ وزیر اعظم عمران خان اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس سمیت متعدد مواقع پر اس مسئلہ کو دوٹوک الفاظ میں دنیا کے سامنے رکھ چکے ہیں، جس کی پوری امت مسلمہ نے حمایت کی ہے۔ روسی صدر کا بیان امت مسلمہ کے اس بیانیے کی ایک بڑی کامیابی ہے، اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اب دنیا کے ہر فورم میں اس مسئلے کو اٹھایا جائے اور مسلم حکمران اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک انسداد توہین رسالت کے لئے بین الاقوامی سطح پر مؤثر قانون سازی نہیں ہوجاتی۔

(بشکریہ روزنامہ اسلام کراچی، ۲۶؍دسمبر ۲۰۲۱ء)

ایڈیشنل ڈی جی ایف آئی اے خدا بخش نتھوکہ قادیانی کی غیر قانونی تعیناتی روکی جائے

کراچی (پ ر) ایڈیشنل ڈی جی ایف آئی اے خدا بخش نتھوکہ سکہ بند اور متعصب قادیانی ہے جو اپنی سرکاری ملازمت کی آڑ میں فتنۂ قادیانیت کی پشت پناہی کر رہا ہے، حالانکہ آئین پاکستان کے تحت قادیانیوں پر پابندیاں عائد ہیں اور خدا بخش نتھوکہ ان آئینی وقانونی پابندیوں کی دھجیاں اڑا رہا ہے۔ اس نے بارہا ضلع خوشاب میں قادیانیوں کے مذہبی اجتماعات اپنی نگرانی میں کرائے اور انہیں سرکاری اجازت فراہم کرکے ملکی قوانین کی خلاف ورزی کی اور اب خدا بخش نتھوکہ قادیانی کو جنوری ۲۰۲۲ء میں مدت ملازمت پوری ہونے کی باوجود مزید نوازنے کے لئے ایف آئی اے کا ایڈوائزر بنایا جارہا ہے، جو بہت خطرناک نتائج کا حامل ہوسکتا ہے۔ خدا بخش نتھوکہ کا بھائی، بھتیجا اور داماد بھی قادیانیت کے سرگرم فتنہ پرور افراد ہیں اور ان سب کی ملک دشمن واسلام مخالف سرگرمیوں کو سرکاری مدد فراہم کی جارہی ہے۔ ہم ان اقدامات کی سخت مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں کہ خدا بخش نتھوکہ کو فوری برطرف کیا جائے اور قادیانی اجتماعات پر پابندی عائد کی جائے اور اب تک کے غیر قانونی جلسوں کے خلاف کارروائی کی جائے، خدا بخش نتھوکہ اور اس کے بھائی، بھتیجے اور داماد سے بھی پوچھ گچھ کی جائے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا پیر حافظ ناصر الدین خاکوانی، مولانا عزیز احمد، مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ اور مولانا قاضی احسان احمد نے ایڈیشنل ڈی آئی جی ایف اے کی مدت ملازمت میں توسیع پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان سے اس خلافِ قانون، عدالتی احکامات کو پس پشت ڈالنے اور بدترین قادیانیت نوازی کا نوٹس لینے کی اپیل میں کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مذکورہ افسر خدا بخش نتھوکہ سکہ بند قادیانی ہے، جو ضلع خوشاب ایٹمی پاور پلانٹ کے قریب اپنی زمینوں پر غیر قانونی طور پر قادیانیت کی سرپرستی کرتا رہا اور سرکاری عہدیدار ہونے کے باوجود قادیانیوں کے غیر قانونی مذہبی اجتماع کی صدارت کرتا رہا ہے۔ اس متعصب قادیانی کی ریٹائرمنٹ کے بعد اس سے ایف آئی اے کے ایڈوائزر کے طور پر اگریمنٹ کیا جارہا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت کی اس بدترین قادیانیت نوازی پر اسلامیانِ وطن اور مذہبی دینی حلقوں کو اشتعال دلا کر ایک نیا محاذ کھولنا موجودہ ملکی حالات کے تناظر میں کسی طرح بھی قرین مصلحت نہیں ہے۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے بزرگ استاذ محترم

حضرت مولانا عبدالرزاق لدھیانوی انتقال کرگئے

جگر، گردہ کے عارضہ میں مبتلا تھے، ۶۱ برس علوم وفنون میں گزارے، دینی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائے گی: علماء کرام

کراچی (اسٹاف رپورٹر) معروف دینی درسگاہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے بزرگ وقدیم استاذ مولانا عبدالرزاق لدھیانوی تقریباً دو ماہ علالت کے بعد انتقال کرگئے۔ وفاق المدارس کے میڈیا کوآرڈینیٹر مولانا طلحہ رحمانی کے مطابق مولانا دو ماہ سے جگر اور گردہ کے عارضہ میں مبتلا اور مختلف اسپتالوں میں زیر علاج رہے، تقریباً تیس برس قبل بوجہ انفیکشن آپ کا ایک گردہ نکال دیا گیا تھا، آپ مثالی تقویٰ کے حامل مستقل مزاج عالم باعمل تھے، صبر وشکر اور تواضع کے پیکر، نیک سیرت شخصیت تھے، آپ نے ساری زندگی دینی علوم وفنون کی خدمت میں گزاری، آپ کی رحلت اہل علم کے لئے بڑا سانحہ ہے۔ مولانا عبدالرزاق لدھیانوی مرحوم ہندوستان کے شہر لدھیانہ میں ۱۹۴۱ء میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم وہیں مقامی طور پر حاصل کی دو سال کی عمر میں آپ کی والدہ کا انتقال ہوا، ۱۹۴۹ء میں مولانا کے والد علی محمد مرحوم نے اہل خانہ کے ہمراہ پاکستان ہجرت کی اور گجرانوالہ میں مستقل قیام پذیر ہوئے، وہاں مولانا لدھیانوی مرحوم نے جامعہ نصرۃ العلوم میں مولانا سرفراز خان صفدرؒ اور مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ سے علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی، بعدازاں ۱۹۶۱ء میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں دورۂ حدیث شریف پڑھ کر درسِ نظامی کی تکمیل کی، آپ کے اساتذہ میں محدث العصر علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ، مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، رئیس المحدثین مولانا سلیم اللہ خانؒ سمیت دیگر علم وفضل کی بڑی شخصیات شامل ہیں، درسِ نظامی سے فراغت کے بعد اپنے استاد علامہ بنوریؒ کے حکم پر جامعہ بنوری ٹاؤن میں ہی تدریس اور مختلف شعبوں میں نظامت کے فرائض انجام دیئے، اس دوران آپ سے درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کرنے والوں میں دنیا بھر کے ہزاروں علماء ومشائخ شامل ہیں، یوں تقریباً ۶۱ برس جامعہ بنوری ٹاؤن میں خدمات انجام دیتے ہوئے تراسی برس کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ سوگواران میں اہلیہ، دو فرزند مولانا محمد طیب لدھیانوی، قاری محمد طاہر لدھیانوی اور تین بیٹیاں شامل ہیں، دونوں فرزند جامعہ میں تدریسی ذمہ داریوں میں مصروف ہیں، آپ کے بڑے داماد مولانا محمد نعیم بھی جامعہ کے استاد اور شعبہ محاسب کی ذمہ داریوں سے وابستہ ہیں جبکہ آپ کے ایک داماد مولانا الطاف الرحمٰن مرحوم بھی جامعہ سے منسلک تھے اور تقریباً دو برس قبل انتقال کرگئے تھے۔ آپ کے انتقال کی خبر سن کر ہزاروں علما، طلبا، جامعہ بنوری ٹاؤن پہنچ گئے ملک کے دیگر شہروں اور بیرون ملک مقیم آپ کے ہزاروں شاگردوں میں غم کی لہر دوڑ گئی۔ نماز جنازہ جامعہ بنوری ٹاؤن میں ادا کی جائے گی۔ وفاق المدارس کے میڈیا کوآرڈینیٹر مولانا طلحہ رحمانی کے مطابق اس موقع پر وفاق المدارس العربیہ کے مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا انوارالحق حقانی، مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا عبیداللہ خالد، مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، مولانا سعید یوسف، مولانا امداداللہ یوسف زئی، مولانا حسین احمد، مولانا قاضی عبدالرشید، مولانا صلاح الدین ایوبی سمیت وفاق المدارس کے سرپرست مولانا فضل الرحمٰن، مفتی محمد رفیع عثمانی، مفتی مختارالدین شاہ، مولانا عبدالستار شاہ، مولانا حافظ فضل الرحیم سمیت دیگر منتظمین و مسؤلین نے مولانا عبدالرزاق لدھیانوی کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا کہ ان کی دینی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، ان کا انتقال دینی طبقوں کے لئے بڑا سانحہ ہے۔ اس موقع پر قائدین وفاق المدارس نے مولانا لدھیانوی مرحوم کے اہلِ خانہ سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے اساتذہ وطلبا اور متعلقین جامعہ بنوری ٹاؤن سے بھی اظہار افسوس کیا اور احباب و مدارس منتظمین سے خصوصی دعاؤں کے اہتمام کی اپیل بھی کی۔

(بشکریہ روزنامہ امت کراچی، ۲۹ر دسمبر ۲۰۲۱ء)

اسلام میں رسول کا تصور!

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

رسول اور مصلح ریفارمر:

جس طرح کہ رسول، وکیل مختار نہیں ہوتا، اسی طرح وہ صرف ایک مصلح و ریفارمر بھی نہیں ہوتا۔ رسول اور ریفارمر میں بڑا فرق ہے۔ ایک ریفارمر اور مصلح کی پرورش عام انسانوں کی طرح ہوتی ہے، ان ہی طرح وہ تعلیم حاصل کرتا ہے، پھر اپنی فطری صلاحیت و دل سوزی کی بنا پر قومی اصلاح کی خدمت انجام دیتا ہے۔ جب اس کی فہم وفراست، ہمدردی و نیک نیتی کے اثرات قوم میں نمایاں ہوتے ہیں تو قوم کی نظروں میں وہ خودبخود ایک مصلح و ریفارمر کا مرتبہ حاصل کرلیتا ہے مگر رسولوں کی تربیت صفت اجتباء و اصطفاء کے ماتحت ہوتی ہے۔ ان کی ہر نشست و برخاست، ہرقول و فعل کی قدرت خودنگراں ہوتی ہے اور اسی حفاظت کی وجہ سے ان کو صفت عصمت حاصل ہوجاتی ہے، حتیٰ کہ ایک مناسب عمر پر وہ خود انہیں منصبِ اصلاح پر فائز کرتی ہے۔ ریفارمر عصمت کا مدعی نہیں ہوتا ہے غلطی کا احتمال اس پر ہر وقت جائز ہے۔

رسول کی دو زندگیاں رسالت سے پہلے اور رسالت کے بعد اس قدر ممتاز ہوتی ہیں گویا بلحاظ ذمہ داری وہ دو انسان ہوتے ہیں۔ رسالت سے پہلے وہ عام انسانوں کی صف میں شامل ہوتا ہے، نہ کوئی دعویٰ کرتا ہے نہ عام انسانوں کے عقائد و اعمال سے کوئی ذمہ دارانہ سروکار رکھتا ہے، اس کی دعوت میں کوئی تدریج کوئی تمہید نہیں ہوتی وہ خود بھی اس سے بے خبر ہوتا ہے کہ کل اسے کیا کہنا ہے۔ وہ بالکل خاموش نظر آتا ہے اور جونہی کہ منصبِ رسالت پر فائز ہوجاتا ہے تو اس طرح بولتا ہے کہ کسی کا خوف وخطر اس کے آس پاس نہیں آتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احوال پر نظر کیجئے یا تو وہ فرعون کے خوف سے اپنا وطن چھوڑ کر بھاگ رہے تھے یا رسالت کی دوسری ہی ساعت میں پھر اسی کی طرف واپس جاتے ہوئے نظر آرہے ہیں اور وہ بھی کس کام کے لئے؟ اس سرکش کو خدا کے عذاب سے ڈرانے کے لئے جس کے عذاب سے ڈر کر کل خود بھاگ رہے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے یا تو وہ عزلت نشینی تھی کہ غارِ حرا میں چالیس چالیس دن تک اس کی خبر بھی نہ رہتی تھی کہ دنیا کدھر جارہی ہے یا اَب کوئی بازار نہیں کوئی مجمع نہیں، کوئی محفل نہیں جہاں دنیا کی اصلاح وخبرگیری کے لئے آپ چیخ نہ رہے ہوں۔ خلاصہ یہ کہ رسول کی زندگی کسب و اکتساب، تکلف وتصنع کے تمام قیود سے آزاد ہوتی ہے، وہ ازخود نہ رسول بنتے ہیں نہ بن سکتے ہیں اور نہ قوم خود کسی کو رسول بناسکتی ہے، بلکہ یہ دستِ قدرت کا براہِ راست انتخاب ہوتا ہے جسے چاہے اس منصب کے لئے انتخاب کرلیتا ہے۔

رسول ریاضت سے نہیں بنتے وہ پہلے سے منتخب شدہ ہوتے ہیں:

رسالت ایک قسم کی سفارت ہے، ہر سفیر کے لئے قابل ہونا ضروری ہے، مگر ہر قابل انسان کے لئے سفیر ہوجانا ضروری نہیں۔ یہ بادشاہ کی اپنی مصلحت اور صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ کس کو اس کا اہل سمجھتا ہے۔ خدا کی زمین پر دنیا کے جس قدر رسول آئے آپ سب کی سیرت بالتفصیل مطالعہ کر جائیے، ان کی زندگیوں کا ورق ورق لَوٹ جائیے مگر قرآن و حدیث سے کہیں ثابت نہیں ہوگا کہ کسی کو منصبِ رسالت کسی رسول کی اتباع و اطاعت کے صلہ میں ملا ہو۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی سیرت سے آپ کو یہی ثابت ہوگا کہ بوقت ضرورت براہِ راست ان کو اس منصب سے نواز دیا جاتا ہے، بلکہ رسول کا خود مفہوم بھی یہ بتاتا ہے کہ یہ گروہ عام انسانوں اور خدائے تعالیٰ کے درمیان پیغامبری کے لئے بنایا گیا ہے، تاکہ ان کے واسطے سے لوگ شریعت پر عمل اور خدا کی عبادت کرنا سیکھیں اس لئے نہیں کہ شریعت پر عمل کرکے یہ خود خدا کے رسول بن جائیں، چنانچہ جب وہ آتے ہیں تو گمراہوں میں راہنما، جاہلوں میں عالم، مفسدوں میں مصلح اور کافروں میں اول

مسلم بن کر آتے ہیں۔ رسالت سے پہلے بھی ان کا دامن شرک وکفر کی تمام نجاستوں سے پاک ہوتا ہے اور جو حرکات ادیان سماویہ میں ناقابل برداشت ہیں وہ نبوت ورسالت سے پہلے بھی ان سے دور ہی رہتے ہیں اور اپنی اس بے لوث اور پاک وصاف زندگی کی وجہ سے قوم میں ایک ممتاز حیثیت حاصل کر لیتے ہیں ان کی ریاضت و عبادت اس لئے نہیں ہوتی کہ انہیں رسول بننا ہے بلکہ اس لئے ہوتی ہے کہ ان کی یہ پاک وصاف زندگی قوم کی نظروں میں نمایاں کی جائے اور اس لئے نمایاں کی جائے کہ جب وہ رسالت کا دعویٰ کریں تو خود ان کی یہی زندگی ان کی تصدیق کا بڑا سامان ہو جائے۔

اگر بالفرض رسالت کسب واکتساب کا ثمرہ ہوتی تو رسولوں کی بعثت یا فترت کا مدار عبادت کی سرگرمی یا عبادت میں سرد مہری پر ہوتا۔ حالانکہ یہاں معاملہ برعکس ہے یعنی جتنی عبادت زیادہ ہوئی اسی قدر رسولوں کی آمد میں تاخیر ہوئی اور جتنی گمراہی وضلالت نے شدت اختیار کی اسی قدر رسولوں کی آمد کا زمانہ قریب تر ہوتا گیا۔ پھر جب خدا کا کوئی رسول آ گیا اس کی زیر قیادت عبادت کر کے ایک بھی رسول نہیں بنا اور جب اس کی تعلیمات کے نقوش مٹنے لگے تو ایسے ایسے رسولوں کی آمد ہوئی جن کا پہلی شریعت سے کوئی تعلق بھی نہ تھا یا تعلق تھا تو اور نسخ کا تعلق تھا، اس لئے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں ہے کہ رسول کسی عبادت و ریاضت سے نہیں بلکہ خود بنے بنائے آتے ہیں۔ قرآن کریم کے لفظ ’’یأتینکم رسل منکم‘‘ میں بھی اسی کی طرف اشارہ نکلتا ہے یعنی اے بنی آدم علیہ السلام تم میں کوئی فرد عبادت کر کے خود رسول نہیں بنے گا بلکہ رسول تمہارے پاس اس طرح آئے گا، جیسا کہ حکومت کی جانب سے کوئی حاکم مقرر ہو کر آیا کرتا ہے۔ ڈگریاں بڑی سے بڑی حاصل کی جا سکتی ہیں مگر حکومت کا کوئی عہدہ بلا انتخاب حکومت حاصل نہیں ہوتا ہاں لیاقت استعداد کے بعد اس کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ نظرِ حکومت اگر اسے انتخاب کرنا چاہے تو کر لے اسی طرح رسالت ونبوت کی کیفیت ہے۔ یہ ایک منصب اور عہدہ ہے نہ انسان کے ممکن الحصول ارتقائی کمالات میں کوئی کمال۔ ہاں اس منصب کے متعلق کچھ کمالات ہیں جو اس منصب پر موقوف ہیں۔ اسی لئے حدیث میں ارشاد ہے: ’’لو کان بعدی نبی لکان عمر‘‘ یعنی میری امت میں اگر بلحاظ کمال دیکھا جائے تو عمرؓ میں رسالت کی صلاحیت موجود ہے، مگر چونکہ منصبِ نبوت پر تقرر کے لئے اب کوئی جگہ باقی نہیں رہی اس لئے نبی نہیں ہیں۔ اسی طرح فرمایا:

’’لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً۔‘‘

ترجمہ: ’’ابراہیم (فرزند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اگر جیتے تو صدیق نبی ہوتے۔‘‘

یعنی ان کا جوہر استعداد بھی نہایت بیش قیمت تھا انسانوں میں نبی بلکہ صدیق نبی بننے کے لائق تھے مگر یہاں ایک اور مانع بھی پیش آ گیا تھا وہ یہ کہ ان کی عمر وفا نہ کر سکی۔ امت میں ان دو شخصیتوں کے متعلق تو خود زبانِ نبوت سے تصریح آ گئی کہ بلحاظِ لیاقت وکمال یہ دونوں منصبِ نبوت کے قابل تھے جن میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تو عمر نے بھی وفا نہ کی۔ حضرت عمرؓ کی عمر ہوئی تو تقرر نبوت کا زمانہ نہ رہا تھا۔ ان کے علاوہ خدائے تعالیٰ ہی کو معلوم کہ اس امت میں اور کتنے انسان ایسے گزر گئے ہوں گے جو بلحاظ نفسی کمالات انبیاء سے کتنے مشابہ ہوں گے مگر عالم تقدیر میں چونکہ دنیا ہی کا ختم کر دینا ٹھہر چکا تھا، اس لئے کوئی اس منصب پر نوازا نہیں گیا اور دنیا کی تاریخ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے شور مچا مچا کر رسولوں کی آمد آمد پکار رہی تھی، اب یہ کہہ کر خاموش ہو گئی کہ دنیا کا آخری راہنما آ چکا، اب اس کے بعد کوئی رسول نہیں ہوگا، بہر حال تمام رسولوں کی تاریخ سے ہمیں یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ کسی ریاضت وعبادت کے صلہ میں رسول نہیں بنتے بلکہ عین لاعلمی کی حالت میں اچانک خدا کی طرف سے منصبِ رسالت پر مامور ہو جاتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منصبِ نبوت سے سرفراز کیا گیا، ابھی حضرت ہارون علیہ السلام کی نبوت کا کوئی ذکر بھی نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر میرے بھائی میرے شریک کار ہو جائیں تو شاید خدمات نبوت کی ادائیگی میں میرے لئے سہولت رہے، لیکن منصبِ نبوت چونکہ براہ راست خدائے تعالیٰ کے اصطفاء پر موقوف ہے۔ اس لئے ان کو اسی بارگاہ میں یہ درخواست پیش کرنی پڑی:

’’میرے بھائی کو میرے گھرانے سے میرا وزیر بنا دے اور ان کے ذریعہ میری کمر مضبوط کر اور میرا انہیں شریک کار بنا دے۔‘‘ (طٰہٰ، رکوع:۲، پ:۱۶)

اگر نبوت اکتسابی ہوتی تو یہاں سفارش کے موقع پر ان کے ایسے اوصاف کا ذکر کرنا مناسب ہوتا جو نبوت کا سبب بن سکتے ہیں، مگر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جن اسباب کا ذکر کیا وہ یہ ہیں:

”میرا بھائی مجھ سے زیادہ فصیح البیان ہے اسے میری مدد کے لئے میرے ساتھ کردے وہ میری تصدیق کرے گا، مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ تکذیب نہ کریں۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس درخواست کومنظور کرلیا گیا اوران کوبھی نبی بنادیا گیا۔سوچئے کہ فصاحت بیان کونبوت میں کیا دخل ہے۔اس کے برخلاف جب کوہ طور جاتے ہوئے انہیں ایک خلیفہ کی ضرورت محسوس ہوئی تو یہاں کوئی درخواست بارگاہِ رب العزت میں پیش نہیں فرمائی اور براہِ راست خود فرمایا:”واخلفنی فی قومی واصلح ولاتتبع سبیل المفسدین۔“

مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ خلافت و نبوت میں کتنا فرق ہے۔خلیفہ نبی خود بھی بناسکتا ہے مگر نبی کسی کونہیں بناسکتا، ہاں اس کے لئے دعا کرسکتا ہے، چونکہ حضرت علی کوبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نسبت حاصل تھی، اس لئے گمان ہوسکتا تھا کہ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے حق میں نبوت کی دعا کی اور قبول ہوگئی اسی طرح اگر آپ بھی ان کے لئے دعا فرمائیں تو قبول ہوجائے اس لئے حدیث شریف میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ اس سے قبل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں یہ خیال گزرے اور آپؐ کے دست مبارک دعا کے لئے اٹھ جائیں، آپؐ سے کہہ دیا گیا تم اپنے داماد علیؓ کے لئے جو دعا چاہو مانگ لو مگر ایک نبوت کی دعا مت کرنا کیونکہ عالم تقدیر میں یہ طے ہوچکا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور جو بات یہاں طے ہوجاتی ہے وہ پلٹا نہیں کرتی۔

یہی صورت شبِ معراج میں پیش آئی، جب تقدیر کو یہ منظور ہوا کہ اب سلسلۂ تخفیف ختم کیا جائے اور پانچ نمازیں امت کے لئے ایک واجب العمل دستور ہوجائے تو پہلے ہی آپ سے کہہ دیا گیا:”مایبدل القول لدیّ“ تاکہ بعد میں ”مایبدل القول“ کا آئین آپ کے استجابت میں حائل نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصرار کے باوجود آپ پھر سفارش کے لئے تشریف نہیں لے گئے۔

خلاصہ یہ کہ نبوت نہ پہلی امتوں میں کسب کا نتیجہ تھی نہ اب ہے، ہاں پہلے منصب نبوت باقی تھا اس لئے دعا وسفارش کا موقع بھی تھا۔اب چونکہ منصب نبوت ہی نہیں رہا اس لئے نبوت کی دعا بھی نہیں کی جاسکتی ہاں اس کی بجائے خلافت باقی ہے اوروہ تا قیامت جاری رہے گی۔

پھر رسول جس طرح خود بنتے نہیں اسی طرح خود بولتے بھی نہیں، وہ خدائے تعالیٰ کے ترجمان ہوتے ہیں جو ان کو حکم ہوتا ہے، وہی بولتے ہیں اوراسی لئے ان کا ہر حکم واجب التعمیل مفترض الطاعۃ ہوتا ہے۔ہر امر میں ان کوحکم وفیصل بنانا، ان کے ہر فیصلہ پر راضی ہوجانا اوراس طرح راضی ہوجانا کہ اس میں تنگ دلی بھی محسوس نہ ہو، مومن کا اولین فرض ہوتا ہے۔ ریفارمر میں یہ خصوصیت نہیں ہوتی وہ اپنے قومی جذبات کے صلہ میں ریفارمر تسلیم کیا جاتا ہے، اس کا حکم صرف اخلاقی حد تک واجب العمل ہوتا ہے اس کے ساتھ نزاع کا حق ہر وقت حاصل ہوتا ہے اس کو خدائی ترجمانی کا کوئی دعویٰ نہیں ہوتا، اس کا تعلق ہماری زندگی کے صرف ایک شعبہ کے ساتھ ہوتا ہے۔یعنی معاش، جسمانی مبداؤ معاد سے اسے کوئی بحث نہیں ہوتی۔رسول کا تعلق ہمارے ہر گوشۂ حیات ہوتا ہے۔ریفارمر کا کوئی حکم مذہب نہیں کہلاتا۔رسول کا ہر حکم مذہب کی بنیاد بن جاتا ہے، کسی قوم کا ریفارمر و مصلح بننے کے لئے اس کا ہم زبان ہونا شرط نہیں ہے۔ رسول کے لئے ضروری ہے کہ وہ جس قوم کا رسول ہو اسی کا ہم زبان بھی ہو:”وما ارسلنا من قبلک من رسول الابلسان قومہٖ“ رسول کا ہر علم قطعی ہوتا ہے۔شک وتردد کا اس میں کوئی احتمال نہیں ہوتا۔ ریفارمر کی ہر ہدایت زیر احتمال رہ سکتی ہے۔اسی لئے رسول فلاح و کامیابی کا ضامن ہوتا ہے۔ ریفارمر کامیابی کی ضمانت نہیں لے سکتا۔

رسول کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ وحدت ملی کا ایک مستحکم مرکز ہوتا ہے۔اس لئے اس کی ذات ایمان وکفر کا محور ہوتی ہے یعنی اس سے وابستگی ایمان اوراس سے علیحدگی کفر کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ ہزاروں اختلافات رسول کی ذات سے وابستگی کے بعد وحدت و اخوت کی شکل اختیار کرلیتے ہیں اور بہت سی جمعیتیں رسول کے دامن سے علیحدہ ہوکر صفت وحدت سے خالی ہوجاتی ہیں۔ اسی لئے فرمایا: ”واذکروا اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم واصبحتم نعمتہٖ اخواناً“ اور دوسری صورت کو ان الفاظ میں ارشاد فرمایا:

”تحسبھم جمیعاً قلوبھم شتّٰی“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل عرب کے اختلافات کا تصور کیجئے اورنقطۂ رسالت پر جمع ہونے کے بعد ان کی شان وحدت کو ملاحظہ کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ

ہزاروں افراد یا تو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے یا فردِ واحد کی طرح ایسے ایک جان ہو چکے تھے کہ مشرقی مسلمان کی تکلیف سے مغربی مسلمان کو وہی تکلیف ہوتی جو ایک انسان میں ایک عضو کی تکلیف سے تمام اعضاء کو محسوس ہوتی ہے، وہ ابھی ابھی یا تو اینٹوں کے ڈھیر کی طرح میدان میں بکھرے ہوئے تھے یا ایک ہی ساعت کے بعد ایک مستحکم تعمیر کی شکل میں منظّم ومرتب تھے جس کی ہر اینٹ دوسری اینٹ سے مرتبط اور باعثِ استحکام تھی:

”ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک عمارت کی طرح ہے ایک دوسرے کو قوت پہنچاتا اور مضبوط رکھتا ہے۔اس کے بعد آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر اس کا نقشہ دکھایا۔“ (متفق علیہ)

”نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمام مسلمان شخص واحد کی طرح ہیں اگر اس کی آنکھ درد کرتی ہے تو تمام جسم بیمار پڑ جاتا ہے اگر سر درد کرتا ہے تو تمام جسم بیمار پڑ جاتا ہے۔“ (مسلم)

دنیا کی تمام وحدتیں اس حقیقی وحدت کے سامنے ہیچ ہیں۔ وحدت قومی، وحدتِ ملکی، وحدت وطنی، وحدتِ قبیلہ، وحدتِ حسب ونسب کے سوا اور جتنی وحدتیں پیدا ہوسکتی ہیں، وہ سب اس کے سامنے لاشے ہیں۔ جب کبھی اس وحدتِ حقیقیہ کی دوسری وحدتوں سے ٹکر ہوئی تو دوسری تمام وحدتیں پاش پاش ہوکر مٹ گئیں، اور صرف یہی ملت کی ایک مرکزی وحدت باقی رہ گئی۔ ریفارمر کی ذات بھی قوم کی شیرازہ بندی کا بڑا سبب ہے مگر جو وحدت ایک کامیاب سے کامیاب ریفارمر کے نام پر پیدا ہوتی ہے وہ اس وحدتِ حقیقیہ سے کوئی نسبت نہیں رکھتی۔ یہ وحدت نظام ملّی اور حیٰوۃ بشری کے لئے بمنزلہ روح ہے، اسی لئے جب یہ وحدت فنا ہونے لگتی ہے تو اس کو از سرنو زندہ کرنے کے لئے خدا کے رسول آتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چونکہ رسالت کا دروازہ مسدود ہو چکا ہے، اس لئے یہ کام خلافت راشدہ کے سپرد کردیا گیا ہے۔ شریعت میں خلافت اور امارت مفقود ہوجائے تو شریعت نے اس کا نام ملک عضوض رکھا ہے۔ یہ اسی وحدت کی فنا کی طرح اشارہ تھا جو دراصل رسولوں کی ذات سے وابستہ ہوتی ہے:

”ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی سیاست کی نگہبانی انبیاء علیہم السلام فرمایا کرتے تھے۔ جب ایک نبی فوت ہوجاتا اس کے قائم مقام دوسرا آجاتا، چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اس لئے اب عنانِ انتظام خلفاء کے ہاتھ میں رہے گی اور وہ بہت ہوں گے۔“ (متفق علیہ)

خلاصہ یہ کہ رسول میں اوتار و بروز وابنیت کا کوئی تصور نہیں ہوتا اور محض ایک ریفارمر و مصلح کی حیثیت بھی نہیں ہوتی، نصاریٰ نے رسالت کو ابنیت کے عنوان سے سمجھنے کی کوشش کی وہ بھی غلط راہ پر نکل گئے۔ براہمہ اور جوگیوں نے اس کو اوتار کا علاقہ بنادیا وہ بھی عینیت یا حلول کے روگ میں پھنس گئے۔ نصاریٰ نے رسول کو خدا سے اتنا قریب سمجھا کہ پھر انہیں دوئی قائم رکھنا دشوار ہوگیا اور جدید روشنی میں اسی کو خدا سے اتنا دور سمجھا گیا کہ اس کو صرف ایک ریفارمر کی حیثیت دی گئی، یہ دونوں راستے افراط وتفریط کے راستے ہیں۔ اگر اس کی حیثیت رسول کے لفظ ہی سے قائم کی جاتی تو یہ مغالطے پیش نہ آتے اور واضح ہوجاتا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اتنا بعید نہیں ہوتا جیسا کہ عام انسان اور اتنا قریب بھی نہیں ہوتا جتنا کہ اوتار وابن۔ وہ بعید ہوکر اللہ تعالیٰ سے انتہائی قریب ہوتا ہے اور انتہا درجہ قرب کے باوجود پھر احد وصمد سے حلول واتحاد کا کوئی علاقہ نہیں رکھتا اس کا نام قرب ولایت نہیں۔ یہ قرب رسالت ہے۔ یہ انسان کے لئے مدارج قرب کی وہ آخری منزل ہے جس کے بعد کوئی منزل نہیں۔ اگر ان دونوں میں فرق سمجھ لیا جاتا تو ایک محبّ کی زبان سے جو کبھی اضطراب میں عاشقانہ کلمات نکل جاتے ہیں نہ نکلتے اور وہ اپنی تمام لن ترانیوں کی بجائے یہ کہہ کر خاموش ہوجاتا:

زلاف حمد ونعت اولیٰ است برخاک ادب خفتن
سجودے می تواں کردن درودے می تواں گفتن

اسی لئے آسمانی مذاہب نے رسول کی اس درمیانی ہستی کے لئے جو جامع لفظ اختیار کیا تھا وہ خود رسول تھا اور اسی لئے اذانوں میں، خطبوں میں، نمازوں میں جس لفظ کا بار بار اعلان کیا جاتا ہے وہ یہی لفظِ رسول ہے۔ آج دنیا رسول کی معرفت کے لئے خود لفظِ رسول کو ناکافی سمجھتی ہے اور اپنی طفل تسلی کے لئے دوسرے عنوانات تراش تراش کر اپنے ذہن میں رسول کی حیثیت قائم کرنا چاہتی ہے۔

یاد رکھو! یہ کبھی نہیں ہوگا، کبھی نہیں ہوگا۔ رسول کی معرفت تم کو لفظِ رسول سے زیادہ صحیح کسی اور لفظ سے حاصل نہیں ہوسکتی۔☆☆

کرسی پر نماز کی فقہی تحقیق

مفتی محمد شعیب اللہ خاں، بنگلور

آج کل مساجد میں کرسیوں کا رواج عام ہو رہا ہے اور لوگ عذر سے یا بلا عذر کے کرسیوں کو نماز کے لئے استعمال کر رہے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ کرسی پر نماز پڑھنے کا رواج ابھی ابھی چند سالوں سے شروع ہوا ہے، اس سے پہلے بھی لوگ بیمار ہوتے تھے اور اعذار ان کو بھی لاحق ہوتے تھے، مگر کبھی لوگوں کو کرسی پر نماز کی نہیں سوجھی۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے اور سنا بھی جاتا ہے کہ لوگ اچھے خاصے ہیں، چلنے پھرنے، اٹھنے، بیٹھنے کی قوت پوری طرح رکھتے ہیں اور اپنے گھروں سے چل کر آتے ہیں، مگر نماز کے وقت خود ہی کرسی کھینچ کر اس پر نماز پڑھتے ہیں۔ یہ صورت حال اس بات کو سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ لوگوں میں تکاسل وتغافل ہے اور نماز کی اہمیت سے وہ بے خبر ہیں، لہٰذا ان کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے اور اس سے انکار نہیں کہ بعض اللہ کے بندے واقعی عذر اور شدید مجبوری میں کرسیوں کا استعمال کرتے ہیں اور ان کا یہ عذر شرعی و معقول ہوتا ہے، اور آج کل قویٰ کی کمزوریوں اور نئی نئی قسم کی بیماریوں نے اصحابِ اعذار کی بھی بہتات کر دی ہے۔

الغرض! ایک جانب دین سے غافل اور لاپرواہ لوگ ہیں جو بلا وجہ و بلا عذر محض تن آسانی و لاپرواہی سے اور غفلت و سستی کی بنا پر یا محض شوقیہ یا فاخرانہ طور پر نماز کے لئے کرسیوں کا استعمال کرنے لگے ہیں، تو دوسری جانب ان حضرات کی بھی ایک بڑی تعداد پائی جاتی ہے جن کے دلوں میں اللہ کا ڈر و خوف اور احکام الٰہی کی عظمت و جلالت موجود ہے اور وہ بھی کرسیوں کا استعمال کرتے ہیں، مگر اس وجہ سے کہ وہ واقعی معذور و مجبور ہیں۔

اس صورت حال میں علماء ومفتیان کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ امت کو اس سلسلے میں صحیح وغلط اور اچھے وبرے کی تمیز بتائیں اور شریعت کی روشنی میں اس کے احکام کو واضح کریں اور شریعت کے وصف امتیازی ''اعتدال'' کو پیش نظر رکھتے ہوئے پہلی قسم کے لوگوں کی بے اعتدالیوں پر تنبیہ کے ساتھ ساتھ واقعی عذر رکھنے والوں کے لئے شریعت کی عطا کردہ سہولتوں کو پیش کریں، تاکہ اصحاب اعذار ان سے منتفع ہوسکیں۔

زیر نظر تحریر اسی مسئلے کی تحقیق کے لئے لکھی گئی ہے اور اس میں ہم نے اس کے دونوں پہلوؤں کو واضح کیا ہے، تاکہ افراط وتفریط کی راہوں سے الگ اعتدال کے راستے پر قائم رہیں۔ واللہ اعلم۔

محور اوّل: بلا عذر کرسی پر نماز ناجائز ہے:

کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں ہماری بحث کے تین محور ہیں: ایک یہ کہ بلا عذر کرسی پر نماز کا حکم، دوسرے عذر معقول کی وجہ سے کرسی پر نماز کا جواز، اور اس کے شرائط و قیود، اور تیسرے کرسی پر عذر کی وجہ سے جواز کی دلیل۔

لہٰذا سب سے پہلی بات ''کرسی پر بلا عذر نماز کے حکم'' کے بارے میں عرض ہے کہ بلا عذرِ معقول کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا ناجائز ہے، اور اس کی کئی وجوہات ہیں:

عدم جواز کی پہلی وجہ:

ایک وجہ یہ ہے کہ نماز میں قیام ورکوع وسجدہ فرائض میں داخل ہیں، اور بلا عذر ان میں سے کسی کو چھوڑ دینے سے نماز نہیں ہوتی، اور کرسی پر نماز پڑھنے والا ان تمام فرائض کو چھوڑ دیتا ہے، قیام کی جگہ کرسی پر بیٹھتا ہے اور رکوع وسجدہ دونوں کو چھوڑ کر محض اشارے سے ان کو ادا کرتا ہے، تو اس کی نماز کیسے ہوسکتی ہے؟ لہٰذا جو لوگ بلا عذر معقول کرسی پر نماز پڑھتے ہیں، وہ اپنی نمازوں کو ضائع کر رہے ہیں، اور یہاں یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے تو نمازیں پڑھی ہیں؛ لیکن جب اللہ کے یہاں پہنچیں گے تو ان کے نامۂ اعمال اس سے خالی ہوں گے؛ لہٰذا ایسے لوگ ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ اگر قیامت کے دن نماز کی محنت کرنے کے باوجود ہمارا نامۂ اعمال نماز سے خالی ہو تو کیا ہوگا؟

عدم جواز کی دوسری وجہ:

دوسرے یہ کہ نماز دراصل اللہ تعالیٰ کی عظیم

ہستی کے سامنے بندے کی بندگی، عاجزی وانکساری کا نام ہے اور اللہ کی جلالت کے روبرو خدا کے غلام کی تواضع وفروتنی سے عبارت ہے، اور کرسی پر نماز پڑھنے کی صورت میں یہ مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے؛ کیوں کہ کرسی پر بیٹھنے کی حالت عموماً عاجزی وانکساری کی نہیں ہوتی؛ بلکہ ایک حد تک یہ متکبرانہ ہوتی ہے، نیز اگر متکبرانہ نہیں ہوتی تب بھی عرف عام میں بڑوں کے سامنے کرسی پر بیٹھنا بے ادبی سمجھا جاتا ہے، یا کم از کم خلافِ ادب خیال کیا جاتا ہے۔ اب غور کیجئے کہ کیا اللہ عزوجل کے دربارِ عالی شان ودرگاہ بے نیاز میں بلا وجہ کرسی پر بیٹھنا اچھا معلوم ہوتا ہے؟ لہٰذا یہ صورت نماز کی مقصدیت کے خلاف ہونے کی وجہ سے بھی ناجائز ہے۔

عدم جواز کی تیسری وجہ:

تیسرے یہ کہ کرسیوں پر بیٹھ کر عبادت کرنے میں غیروں سے مشابہت پائی جاتی ہے، چنانچہ عیسائیوں میں رواج ہے کہ وہ اپنے چرچوں میں کرسیوں پر عبادت کرتے ہیں، اور یہ بات اسلام کی اہم تعلیمات میں سے ہے کہ غیروں کی مشابہت اختیار نہ کی جائے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ‘‘ (جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ ان ہی میں سے ہوگا)۔ (ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’وہ ہم میں سے نہیں جو غیروں سے مشابہت اختیار کرے، تم یہود سے مشابہت نہ کرو اور نہ نصاریٰ سے، یہود کا سلام انگلیوں کے اشارے سے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہوتا ہے۔‘‘ (ترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَرَخُوا اللُّحٰی، خَالِفُوا الْمَجُوسَ ‘‘ (مونچھوں کو کٹاؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ، اور مجوسیوں کی مخالفت کرو)۔

(مسلم، معرفۃ السنن بیہقی، مسند ابوعوانۃ ا)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اسلام غیروں سے مشابہت اختیار کرنے کے سلسلے میں کس قدر حساس واقع ہوا ہے؟ جب اسلامی شریعت لباس وپوشاک، اور بال وکھال تک میں غیروں کی مشابہت کو پسند نہیں کرتا تو نماز جیسی اہم ترین عبادت اور مؤمن کی زندگی کے بنیادی مقصد کے بارے میں یہ کیسے گوارا کرسکتا ہے کہ وہ غیروں کے طور وطریقے کے مطابق انجام دیا جائے؟

لہٰذا بلا عذر کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا ناجائز ہے، اور اس طرح نماز پڑھنے والوں کی نماز بالکل بھی نہیں ہوتی، اور اس طرح پڑھی ہوئی نمازیں ان کے ذمہ علی حالہ باقی رہتی ہیں۔

محور دوم: عذر معقول کی وجہ سے کرسی پر نماز جائز ہے:

دوسری بحث یہ ہے کہ عذر ہونے کی صورت میں کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ کیا کسی بھی عذر وتکلیف میں کرسی کا استعمال نماز کے لئے جائز نہیں؟ یا کچھ شرائط وقیود کے ساتھ جائز بھی ہے؟

مشقت سے احکام میں تخفیف:

یہ جاننے سے پہلے ایک اصولی بات سمجھ لینی چاہئے، تاکہ بات واضح وصاف طریقہ پر سامنے آجائے۔ وہ یہ کہ ہماری شریعت نہایت معتدل ہے جس میں نہ افراط ہے نہ تفریط؛ اس لئے یہ بات تو یقینی ہے کہ عذر وتکلیف کی صورت میں اس میں تخفیف وسہولت دی جاتی ہے۔

چناں چہ شریعت کے اصول میں سے ایک اصول یہ ہے کہ اس نے بیماری وتکلیف کو تخفیف احکام کا سبب مانا ہے۔

اسی کو فقہا یوں بیان کرتے ہیں کہ: ’’المَشَقَّةُ تَجلِبُ التَّيسِيرَ‘‘ (مشقت آسانی کا باعث بنتی ہے)۔

(الاشباہ والنظائر لابن نجیم، الاشباہ والنظائر للسیوطی)

اور یہ قاعدہ فقہیہ متعدد قرآنی و حدیثی نصوص سے اخذ کیا گیا ہے، جیسا کہ فقہاء کرام نے ثابت کیا ہے۔ اور علماء کرام نے لکھا ہے کہ عبادات میں تخفیف کے سات اسباب ہیں، اور ان میں سے ایک مرض کو بھی لکھا ہے۔ (الاشباہ والنظائر لابن نجیم، الاشباہ والنظائر للسیوطی)

مشقت کے درجات واحکام:

لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ ہر قسم کی تکلیف مرض اس سے مراد نہیں؛ بلکہ وہ مرض وتکلیف جس سے انسان کو شدید پریشانی لاحق ہوتی ہے، ورنہ تھوڑی بہت تکلیف تو ہر کام میں ہوتی ہے، حتیٰ کہ خود نماز پڑھنا بھی ایک مشکل کام ہے، اسی طرح بعض امراض خفیفہ میں بھی تھوڑی بہت مشقت ہوتی ہے، جیسے سر درد، یا معمولی زخم کی تکلیف وغیرہ؛ مگر ان کی وجہ سے تخفیف نہیں دی جاتی۔

اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ مشقت دو قسم پر ہے: ایک وہ مشقت جو عبادت سے اکثر وبیشتر جدا نہیں ہوتی، جیسے وضو وغسل میں سردی کی مشقت، اور طویل دن اور سخت گرمی میں روزے رکھنے کی مشقت .... پس اس قسم کی مشقت کا عبادات کے ساقط ہونے میں کسی بھی وقت اعتبار

نہیں، اور رہی وہ مشقت جو غالب طور پر عبادات سے جدا ہوتی ہے، اس کے کئی مراتب ہیں: پہلی بڑی اور پریشان کرنے والی مشقت ہے، جیسے جان پر یا اعضاء پر، یا اعضاء کے متعلقہ فوائد پر خوف کی مشقت، پس یہ مشقت موجبِ تخفیف ہے؛ دوسری معمولی وہلکی مشقت، جیسے انگلی میں معمولی درد ہونا، یا سر میں معمولی سا چکر ہونا، یا معمولی سی طبیعت کی خرابی، پس اس کا کوئی اثر نہیں اور نہ اس کا کوئی لحاظ ہوتا ہے؛ اور تیسری ان دو کی درمیانی مشقت، جیسے رمضان میں بیمار آدمی نے روزہ رکھنے سے مرض کے بڑھ جانے کا خوف کیا، یا بیماری سے دیر سے صحت یاب ہونے کا اندیشہ کیا، پس اس کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے)

(الاشباہ والنظائر لابن نجیم، الاشباہ والنظائر للسیوطی)

الغرض مشقت وبیماری اسبابِ تخفیف میں سے ہے؛ مگر ہر تکلیف وبیماری نہیں؛ بلکہ وہ جس میں انسان کو ناقابلِ برداشت تکلیف پیش آئے اور وہ اس کو سہار نہ سکے۔

شریعت میں معذور کے لئے سہولت اور اس کی شرائط:

جب یہ تفصیل معلوم ہوگئی تو اب قابل غور بات یہ ہے کہ کرسی پر نماز کے جواز کے لئے کیا اور کون سے اعذار معتبر ہیں اور وہ کیا اور کون سے اعذار ہیں جو معتبر نہیں؟ اس کے جواب سے پہلے اصحاب اعذار کے لئے حضرات فقہاءِ کرام کے لکھے ہوئے مسائل پر ایک اجمالی نظر ڈال لیں:

(۱) قیام فرض ہے، لہٰذا جو شخص قیام کرسکتا ہے اس کو کھڑے ہوکر نماز پڑھنا فرض ہے، اور جو کسی عذر کی وجہ سے کھڑا نہیں ہوسکتا، تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ پورا وقت کھڑا نہیں ہوسکتا؛ لیکن کچھ دیر قیام کرسکتا ہے تو وہ کچھ دیر قیام کرے اور بعد میں بیٹھ جائے، اگر اس نے کچھ دیر قیام پر قدرت کے باوجود کچھ دیر قیام نہیں کیا، اور شروع ہی سے بیٹھ کر نماز پڑھ لی تو اس کے لئے یہ جائز نہیں۔

العنایۃ شرح الہدایۃ میں ہے کہ جب بعض قیام پر قادر ہو اگرچہ کہ ایک آیت یا ایک مرتبہ اللہ اکبر کہنے کے برابر نہ کہ پورا، تو امام ابوجعفر ہندوانیؒ نے کہا کہ اس کو حکم دیا جائے گا کہ جس قدر کھڑا ہوسکتا ہے وہ کھڑا ہو، پس جب قیام کرنے سے عاجز آجائے تو پھر بیٹھ جائے، اور اگر ایسا نہیں کیا تو مجھے خوف ہے کہ اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، یہی مذہب ہے اور ہمارے اصحاب سے اس کے خلاف کوئی بات مروی نہیں ہے؛ کیونکہ طاعت بقدر طاقت ہوتی ہے۔ (العنایۃ شرح الہدایۃ)

دررالحکام میں ہے کہ اگر بعض قیام پر قدرت رکھتا ہو تو وہ قیام کرے، پس اگر وہ قیام کے ساتھ تکبیر کہہ سکتا ہو یا تکبیر اور تھوڑی قرأت کرسکتا ہو تو اس کو قیام کا حکم دیا جائے گا، شمس الائمہ نے کہا کہ یہی صحیح مذہب (احناف) ہے، اور اگر اس نے قیام کو ترک کردیا تو خوف ہے کہ اس کی نماز جائز نہیں ہوگی۔ (دررالحکام)

اور درمختار میں ہے کہ اگر کوئی تھوڑی دیر بھی کھڑے ہونے پر قادر ہو تو وہ اپنی طاقت کے بقدر لازمی طور پر کھڑا ہو، اگرچہ ایک آیت یا ایک تکبیر کی مقدار ہی کیوں نہ ہو، اس لئے کہ بعض کو کل پر قیاس کیا گیا ہے)۔ (درمختار مع ردالمحتار)

(۲) اور جو شخص خود تو نہیں کھڑا ہوسکتا؛ لیکن کسی دوسرے آدمی یا کسی چیز کو سہارا دے کر کھڑا ہوسکتا ہے تو اس کو بھی کسی کے سہارے سے کھڑا ہونا لازم ہے، اس کو بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں، اور اگر کوئی خود بھی نہیں کھڑا ہوسکتا اور نہ کسی کے سہارے سے کھڑا ہوسکتا ہے اس کے لئے جائز ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔

علامہ ابن الہمام نے فتح القدیر میں اور علامہ البابرتی نے عنایۃ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ: اگر ٹیک لگا کر قیام کرسکتا ہو تو شمس الائمہ نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ وہ کھڑے ہوکر ٹیک کے ساتھ نماز پڑھے گا، اور اس کے سوا جائز نہ ہوگا، اسی طرح اس صورت میں بھی ہے کہ اگر عصا پر ٹیک لگانے یا خادم ہو تو اس پر ٹیک لگانے سے قیام کی قدرت مل جائے۔ (فتح القدیر، العنایۃ واللفظ لہ)

فتاوی ہندیہ میں ہے کہ: اگر ٹیک لگا کر قیام کرسکتا ہو تو صحیح یہ ہے کہ وہ کھڑے ہوکر ٹیک کے ساتھ نماز پڑھے گا، اور دوسری صورت اس کے لئے جائز نہ ہوگی، اسی طرح اس صورت میں بھی ہے کہ اگر عصا پر ٹیک لگانے یا خادم ہو تو اس پر ٹیک لگانے سے قیام کی قدرت مل جائے تو وہ کھڑا ہوگا اور ٹیک لگائے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ، ردالمحتار)

(۳) قیام کرتو سکتا ہے؛ مگر اس سے شدید تکلیف ہوتی ہے، جو ناقابل برداشت ہے یا بیماری وعذر کے بڑھ جانے کا غالب گمان ہے تو اس کے لئے بھی یہی تفصیل ہے کہ اگر کسی کے سہارے کھڑے ہونے سے تکلیف نہیں ہوتی تو وہ کسی کے سہارے قیام کرے، اور پورا وقت کھڑے ہونے سے تکلیف ہوتی ہے، مگر کسی کا سہارا لینے سے بقیہ وقت میں قیام میں تکلیف نہیں ہوتی تو وہ کچھ دیر تو خود قیام کرے اور باقی وقت کسی کے سہارے سے قیام کرے، اور اگر کسی کو ہر صورت میں شدید تکلیف ہوتی ہے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

(جاری ہے)

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا

حافظ محمد اکرم طوفانی کا سانحۂ ارتحال

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا محمد اکرم طوفانیؒ مجھ سے بعد جماعت میں آئے اور آ کر بہت ہی آگے نکل گئے۔ اللہ پاک کی عطا کردہ صلاحیتوں، اخلاص بھری محنت نے انہیں مقبول عوام وخواص بنادیا، نوجوانوں کے دلوں کی دھڑکن بن گئے۔

خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ کے چہیتے دوستوں میں سے تھے اور انہیں کی سفارش اور سابق امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد رحمہ اللہ کے حکم پر بغیر کسی ٹریننگ اور کورس کے انہیں سرگودھا کا مبلغ مقرر کردیا گیا۔

انہوں نے سرگودھا میں نوجوانوں کو متحرک کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے سینکڑوں نوجوان جمع ہوگئے اور آپ نے نوجوانوں میں ایسی روح پھونکی کہ وہ آپ پر جان چھڑکتے تھے۔ حالانکہ مزاج میں تلخی و تیزی تھی، لیکن ان کے اخلاص کی برکت سے نوجوان ان کی کڑوی کسیلی گفتگو سنتے اور ہنس کر برداشت کرلیتے، نوجوانوں کے لئے انہوں نے ’’شبانِ ختم نبوت‘‘ بنائی اور جب دیکھا کہ نوجوان کنٹرول سے باہر ہورہے ہیں تو شبان کو توڑنے کا اعلان کردیا۔

ان سے پہلے کئی ایک علماء کرام آئے مبلغ کی حیثیت سے کچھ عرصہ کام کیا اور چلے گئے یا دوڑا دیئے گئے لیکن انہوں نے ایسی کھیپ تیار کی کہ کوئی ان پر ہاتھ نہیں ڈال سکا۔

ان کی حسنات میں سے ایک اہم ترین صدقۂ جاریہ’’ خاتم النبیین ہارٹ کمپلیکس‘‘ ہے، جہاں سرکاری ہسپتالوں سے زیادہ دل کے مریضوں کو مراعات دی جاتی ہیں۔ اس کے لئے ایک ٹرسٹ قائم کیا۔ آپ نے سرگودھا کی لکڑمنڈی میں کوہ قامت دفتر قائم کیا جو ان کی حسین یادگار ہے۔ جب بھی کسی حکومت کی کسی مرزائیت نوازی کا کوئی مسئلہ سامنے آیا، خم ٹھونک کر میدان میں آئے۔ آپ نے اپنی جماعتی زندگی کے چالیس سالوں میں سینکڑوں مظاہرے کئے اور ریلیاں نکالیں، آپ حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گفتگو فرماتے، میز پر گفتگو کرنے کا سلیقہ بھی قدرت نے وسعت کے ساتھ عطا فرمایا تھا، بہت سے مسائل ان کے ناخن تدبیر سے حل ہوئے اور انہوں نے آمنے سامنے بیٹھ کر وقت کے فرعونوں اور نمرودوں سے مسائل حل کرائے۔

جب پرویز مشرف امریکا کے سامنے سرنڈر ہوا اور ایک فون پر اپنا سب کچھ امریکا کے سپرد کردیا تو مولانا نے ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تاریخِ انسانیت میں ہم نے ایسا (.....) (بزدل) حکمران نہیں دیکھا جو کفر کے سامنے بچھ گیا ہو۔

سرگودھا کے کورکمانڈر نے علماء کرام کا ایک اجلاس بلایا اور اس میں علماء کرام کو سنے لگا تو تمام علماء کرام خاموش بیٹھے تھے کہ مولانا طوفانی کھڑے ہوئے اور انہوں نے حالات کا صحیح تجزیہ پیش کیا تو کورکمانڈر نے ان کی جرأت رندانہ پر بڑے تعجب سے دیکھا اور پوچھا کہ آپ کا نام؟ مولانا طوفانی نے کہا: حافظ محمد اکرم طوفانی! صاحب بولے کہ آپ ہیں طوفانی؟ ان کی خوبیوں میں سے اہم ترین خوبی یہ تھی کہ بلاخوف وخطر اور بلاخوف لومۃ لائم بات کرتے گویا وہ اس رباعی کا مصداق تھے:

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے آبلہ مسجد ہوں اور نہ تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

نائن الیون کے واقعہ سے قبل برمنگھم ختم نبوت کانفرنس کی دعوت وتشہیر کے لئے ہر سال انگلینڈ تشریف لے جاتے اور برطانیہ کے طول و عرض میں کانفرنس کی آواز لگاتے اور کانفرنس پر بھی اپنے انداز میں خوب بیان کرتے۔

بنیادی طور پر آپ ویسہ چھچھ اٹک کے مردم خیز علاقے سے تعلق رکھتے تھے، ساٹھ ستر سال پہلے سرگودھا میں آئے، مدرسہ سراج العلوم میں سرگودھا کے مردِقلندر حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا مفتی احمد سعیدؒ اور مولانا قاری عبدالسمیع کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے اور انہیں سے دستارِ فضیلت حاصل کی۔

طالب علمی کے زمانہ میں امیر شریعت مولانا

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور شاہ جیؒ کی بیماری کے ایام میں ان کی خدمت کی سعادت حاصل کی، آپ کے دوسرے شیخ ہمارے حضرت اقدس قدوۃ السالکین، رئیس الصالحین حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ تھے۔ مولانا فرماتے کہ میں ہر جمعرات رات کو سرگودھا سے گاڑی پر سوار ہوتا، جمعہ صبح حضرت بہلویؒ کی خدمت میں شجاع آباد حاضر ہوتا، سارا دن حضرت بہلویؒ کی خدمت میں رہتا شام کو حضرتؒ سے اجازت لے کر سرگودھا چلا جاتا۔ اسی طرح سالہا سال معمول رہا۔ آپ کے تیسرے شیخ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خان محمد نوراللہ مرقدہ تھے، ان حضرات کی صحبت نے آپ کو کندن بنادیا۔

آپ نے سرگودھا میں قادیانیت کے سحر کو توڑا، چناب نگر سے لے کر لندن تک قادیانیت بلبلا اٹھی اور قادیانیوں کے چینل سے مولانا کے خلاف بدتمیزی کے جملے کسے جاتے۔

چناب نگر میں قادیانیوں نے اپنی دکانوں، مکانوں، عبادت گاہوں پر آیات قرآنی اور کلمات طیبہ لکھے ہوئے تھے، آپ نے چناب نگر دریائے چناب کے پُل پر دھرنا دینے کا اعلان کیا تو انتظامیہ متوجہ ہوئی، آپ کو انتظامیہ کو متوجہ کرنے کے تمام جدید طریقے آتے تھے اور انہیں استعمال میں لاتے۔

سرگودھا کے ایک منہ پھٹ عالم نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق توہین آمیز کلمات لکھے تو آپ میدان عمل میں آئے اور اس کے خلاف قانون حرکت میں لاکر اسے گرفتار کرایا، حتی کہ اس کی وفات جیل میں ہوگئی تو اس کے گروپ کے لوگ موصوف کے متعلق کہنے لگے کہ طوفانی نے ہمارے مولوی صاحب کو مار دیا۔ اس پر مولانا نے کہا کہ پہلے تو زندگی موت کا مالک اللہ تعالیٰ کو سمجھتے تھے، اب کہتے ہو کہ طوفانی نے مارا، کہاں گئی تمہاری توحید؟

مولانا مرحوم سرگودھا شہر کے باسیوں کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے نیز ان کے سماجی مسائل حتی کہ گھریلو مسائل بھی حل کراتے، گلی محلے کے بہت سے مسائل انہوں نے حل کرائے، ان کی حق گوئی اور بے باکی کی وجہ سے کئی سال تک، چناب نگر ختم نبوت کانفرنس میں ان کی تقاریر اور بیانات پر پابندی لگادی گئی۔ نیز کہیں ان کی زبان بندی اور کہیں ضلع بندی۔ وہ دعوت وتبلیغ کے سفر میں سفرخرچ لینے کے روادار نہ تھے۔ یہاں تک کہ پیٹرول تک کے پیسے بھی نہ لیتے، اجلاسوں میں اپنی رائے کا برملا اظہار فرماتے۔

مجلس میں مبلغین کی دو اقسام ہیں: ضلعی اور مقامی مبلغ، دوسرے مرکزی مبلغ، اگرچہ آپ ضلع سرگودھا کے مبلغ تھے لیکن پورے ملک میں ان کے پروگراموں پر پابندی نہ تھی۔ آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس منتظمہ (عاملہ) کے رکن (مرکزی ناظم) رہے۔ مجلس منتظمہ کے اجلاسوں میں اپنے دوٹوک رائے کا اظہار کرتے۔

موصوف نے ہمہ جہت خدمات سرانجام دیں۔ تحفظ ختم نبوت کا محاذ تو انہیں بزرگوں کی طرف سے ودیعت ہوا ہی تھا۔ کسی بدباطن نے صحابہ کرام، اہل بیت عظام، ائمہ مجتہدین کے خلاف بدکلامی کی تو موصوف میدان عمل میں آتے اور مجرم کو کیفر کردار تک پہنچا کر چھوڑتے۔ اللہ پاک نے انہیں سینہ میں دھڑکتا ہوا دل عطا فرمایا تھا جو دین اسلام کی حفاظت وعظمت کے لئے دھڑکتا تھا۔

راقم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ہر ہفتہ دس دن کے بعد ٹیلی فون پر ان کی خیریت معلوم کرتا، موصوف فرماتے کہاں ہیں؟ راقم بتلاتا کہ فلاں علاقہ کے تبلیغی دورہ پر ہوں تو ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے۔ ان کی زندگی کام، کام اور صرف کام سے عبارت تھی۔

۱۹۳۰ء میں پیدائش ہوئی۔ تقریباً نوے اکانوے سال اپنی زندگی کی بہاریں دین اسلام، عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے لئے قربان کرگئے۔ کچھ عرصہ پہلے کسی سرکاری دفتر میں کسی افسر کو ملنے کے لئے گئے۔ ملاقات سے فارغ ہوئے تو ایک پولیس ملازم ڈرائیور نے انہیں دانستہ یا نادانستہ دھکا دے دیا۔ جس سے ان کے گھٹنے متاثر ہوئے۔ دل کے مریض رہے اور علاج معالجہ جاری رہا اور جماعتی پروگرام بھی جاری رہے۔

۲۶/دسمبر ۲۰۲۱ء کو صبح کی نماز کے بعد محو استراحت ہوئے۔ گیارہ بجے کے قریب خدام نے دیکھا کہ محو استراحت ہیں، اٹھانا مناسب نہ سمجھا۔ اسی دن دو بجے ملک ابوبکر خدا بخش نتھوکہ قادیانی سے متعلق پریس کانفرنس رکھی ہوئی تھی۔ پریس کانفرنس کے لئے جگانے کے لئے گئے تو روح قفس عنصری سے پرواز کرچکی تھی۔ ان کی وفات کی خبر آناً فاناً جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی، اگلے دن ۲۷/دسمبر کو سرگودھا کی مرکزی عیدگاہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کی امامت میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں بلا مبالغہ لاکھوں افراد نے شرکت کی اور انہیں سرگودھا قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللّٰھم اغفر لہ وارحمہ واعفوا عنہ و برد مضجعہ۔ آمین۔☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عظیم سپہ سالار

حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا قاضی احسان احمد

۲۶ دسمبر ۲۰۲۱ء کا دن ہے، آج عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک عظیم بزرگ عالم دین حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی قدس اللہ سرہ سے محروم ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

راقم اپنے جماعتی اسفار پر ۲۵ دسمبر کو کراچی سے پشاور روانہ ہوا، بحمد للہ تعالیٰ! ہمارے کے پی کے کی جماعت خوب فعال، متحرک اور جاں باز سپاہیوں کی جماعت ہے، پروگرام حسب ترتیب چل رہے تھے، بیان سے فراغت ہوئی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے ہمارے ساتھی، اکابر کے منظور نظر مولانا محمد رضوان قاسمی کی کال آئی، بھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ طوفانی صاحب فوت ہوگئے ہیں۔ پہلے لمحہ تو بات ہی سمجھ نہ سکا، میں نے فوراً سوال کیا تو بتایا کہ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانیؒ وصال فرما گئے۔ زبان پر فوراً انا للہ وانا الیہ راجعون آیا اور آنکھیں برسنے لگیں۔ طوفانی صاحب کی یادیں، جماعتی زندگی میں آپ کے ساتھ گزرے ہوئے اوقات و لمحات دل و دماغ کی تختی پر نمایاں ہونے لگے۔ احباب مجلس محترم جناب فدائے ختم نبوت چچا عنایت، مولانا عابد کمال کو اطلاع دی جو مجلس چند لمحے پہلے تک چہچہاتی چڑیوں کی طرح مترنم تھی، اچانک سوگوار ہوگئی۔ سب خاموشی سے سرنگوں ہوکر بیٹھ گئے، کچھ دیر یہ کیفیت رہی پھر راقم نے خاموشی توڑی اور حضرت طوفانی صاحبؒ کے محاسن و کمالات، ذاتی خوبیوں اور جماعتی زندگی پر گفتگو شروع کی تب جاکر کہیں مجلس کا غم اور بوجھ ہلکا ہوا۔

مولانا حافظ محمد اکرم طوفانیؒ وہ عظیم ہستی تھی جنہیں بلاشک وشبہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ احقاق حق اور ابطال باطل میں شمشیر بے نیام تھے، ہر کام بلند حوصلے اور مردانگی سے کرنے کے قائل تھے۔ ڈر، خوف جھجک ان کی کتاب زندگی میں تھی ہی

> آپؒ احقاق حق اور ابطال باطل میں شمشیر بے نیام تھے، ہر کام بلند حوصلے اور مردانگی سے کرنے کے قائل تھے۔ ڈر، خوف جھجک ان کی کتاب زندگی میں تھی ہی نہیں

نہیں، کسی سے مرعوب ہونا، کسی سے خائف ہونا، کسی کے زیر اثر آنا، ان کے قریب سے بھی نہیں گزرا تھا۔ ہر کام کو جرأت، بہادری سے انجام دینے والے مردِ آہن کا نام محمد اکرم طوفانی تھا، جس طرح آسمان کی بلندیوں میں پرواز کرنے والے شاہین اور گرگس کی پرواز میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے، جس طرح الفاظ ایک ہونے کے باوجود ایک عام آدمی اور مجاہد کی اذان میں فرق ہوتا ہے، اسی طرح حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی محبت رسول، غیرت وحمیت پیغمبر، اور تردید قادیانیت کے حوالہ سے انسانوں کے اس جم غفیر میں اپنی ایک نمایاں، منفرد اور الگ پہچان رکھتے تھے۔ حق تعالیٰ شانہ آپ کے درجات بلند کرے۔ آمین۔

امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قائم کردہ جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت کے عظیم، باوقار سپہ سالار کا نام محمد اکرم طوفانی تھا۔

حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانیؒ ضلع اٹک کی ایک عظیم علمی، روحانی پاکیزہ بستی، چھچھ میں محترم جناب غلام یحییٰؒ کے گھر ۱۹۳۲ء میں پیدا ہوئے۔ آٹھ سو سال پہلے آپ کا خاندان افغانستان سے ہجرت کرکے یہاں آباد ہوا، آٹھویں جماعت تک اسکول کی تعلیم حاصل کی، بعدازاں رب کریم نے دستگیری فرمائی، گاؤں کی زندگی، غربت کا ماحول، ادھر ادھر گھومنے پھرنے کی بجائے رب کریم نے دین کی تعلیم کے لئے قبول کرلیا، خود فرماتے تھے کہ میں اور میرا ایک دوست گھر سے نکلے، آگے چلے تو ایک چوک آیا، اس میں ایک راستہ بازار کی طرف اور دوسری طرف کا راستہ مدرسہ کی طرف جارہا تھا، میں نے اس سے کہا کہ میں تمہارے ساتھ نہیں جاتا، میں

قرآن یاد کرتا ہوں، اس نے اپنے ساتھ جانے پر زور دیا، مگر میں مدرسہ چلا گیا اور قرآن کریم یاد کرنا شروع کردیا، الحمدللہ! یوں آوارہ پھرنے کے ارادہ سے نکلنے والا محمد اکرم، حافظ محمد اکرم بن گیا۔

فالحمدللہ! ابتدائی دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد سرگودھا کی عظیم علمی، روحانی شخصیت حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کے مدرسہ عربیہ سراج العلوم سے ۱۹۶۴ء میں دورۂ حدیث شریف مکمل کیا۔ درسِ نظامی کی تکمیل کے بعد کچھ عرصہ مدرسہ امینہ سرگودھا میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

۱۹۸۰ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے رشتہ قائم ہوگیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق مرکزی امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، مجلس میں خدمات سرانجام دینے کے لئے درخواست پیش کی تو خود حضرت خواجہ صاحبؒ نے درخواست پر لکھ دیا کہ میں مولانا محمد اکرم طوفانی کو سرگودھا میں بطور مبلغ مقرر کرتا ہوں۔

ایک انسان کی زندگی صحیح رخ پر لگ جائے اس کے لئے کسی شیخ سے بیعت ہونا بہت ضروری امر ہے، اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا عبداللہ بہلویؒ جیسے نابغہ روزگار شیوخ سے بیعت کی اور بعدازاں ساری زندگی شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے قدموں میں گزاردی۔ آپ نے زندگی کے ابتدائی دور میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ سے خط و کتابت بھی رکھی، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے دل و جان سے گرویدہ تھے۔ ان اکابر کے تذکرہ پر آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے، بڑی محبت و عقیدت سے ان بزرگوں کے واقعات سنایا کرتے تھے۔ اندرون و بیرون ملک رب کریم نے تحفظ ختم نبوت کا خوب کام لیا۔

۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۲ء تک مسلسل ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے برطانیہ تشریف لے جاتے رہے اور یورپ کی سرزمین پر ایسی بے نفسی، بغیر کسی طمع و لالچ کے ختم نبوت کی صدا بلند کرتے کہ برطانیہ کا ہر مسلمان طوفانی صاحب کا شیدائی بن گیا۔

حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی برطانیہ میں ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کی تیاری کے سلسلہ میں جب اپنا بیان شروع کرتے تو فرماتے: ”خدا اسے غرق کرے جو تم سے پونڈ مانگے، اکرم طوفانی تم سے پونڈ نہیں تمہارا دل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر لینے کے لئے آیا ہے۔“

کچھ اردو، کچھ انگریزی میں ملی جلی محبت بھری، جذباتی گفتگو سامعین کو اپنی بے پناہ محبتوں کا اسیر بنالیتی، نوجوان ان کے انداز گفتگو سے خوب لطف اندوز ہوتے، کمال کے انسان تھے، باکمال تھے، لاجواب تھے، حضور کے غلام تھے، قادیانیت کے خلاف شمشیر بے نیام تھے، جلال اور جمال کی تصویر تھے، دنیا کی رغبتوں سے کوسوں دور تھے، آسائش، کھانا پینا، چین و آرام ان کی زندگی کا حصہ نہیں تھا۔ بس بقدر ضرورت خوراک جس کو یوں کہا جائے کہ وہ جینے کے لئے کھاتے تھے نہ کہ کھانے کے لئے جیتے تھے، نماز باجماعت پڑھنے کا بہت اہتمام تھا، تلاوت کلام پاک کا معمول تھا، اکثر کراچی تشریف لاتے، کام دیکھ کر بہت خوش ہوتے، دعائیں دیتے تھے۔

راقم سے بہت محبت کرتے جب بھی کراچی آتے، مجھے کہتے: ”تم سرگودھا آجاؤ، وہاں کام کرو۔“ طوفانی صاحب اکثر اپنی تقریروں میں یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

ہم نے ہر دور میں تقدیس رسالت کے لئے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
توڑ کر سلسلۂ رسم سیاست کا فسوں
فقط اک نام محمد ﷺ سے محبت کی ہے

اور کیا لکھوں! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا سپہ سالار بلکہ قطب چلا گیا:

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

نکاح نامہ میں ختم نبوت کا حلف نامہ شامل کرنے کی قرارداد منظور

خیبر پختونخواہ اسمبلی میں نون لیگ کی پیش کردہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی

پشاور (نمائندہ امت) خیبر پختونخواہ اسمبلی میں نکاح نامہ میں ختم نبوت کا حلف نامہ شامل کرنے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کرلی گئی۔ خیبر پختونخواہ اسمبلی میں اس سلسلے میں قرارداد مسلم لیگ (ن) کے رکن صوبائی اسمبلی اختیار ولی نے پیش کی۔ اسمبلی اجلاس میں نکاح نامہ میں ختم نبوت کا حلف نامہ شامل کرنے کی قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کرلیا گیا۔ قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ احمدی یا قادیانی کا فرق واضح کرنے کے لئے حلف نامہ نکاح فارم میں شامل کیا جائے۔ (روزنامہ امت کراچی، ۲۸/دسمبر ۲۰۲۱ء)

مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی رحمۃ اللہ علیہ .... شیر یزدانی

مولانا پیر عزیز الرحمٰن رحمانی، کراچی

یہ دنیا اور یہاں کی ہر شے فانی ہے، ایک ایسی سرائے اور مسافر خانہ ہے، جہاں کبھی کوئی مستقل ٹھکانہ نہیں بنا سکا، نہ ٹک سکا۔ ”آج وہ کل ہماری باری ہے“ کے مصداق سب باری باری رواں دواں ہیں، بڑے بڑے پیغمبر علیہم السلام، اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بھی دنیا سے رخصت ہوگئے، خصوصاً سید البشر، خاتم الانبیاء، وجہ تخلیق کائنات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اس دنیا ناپائیدار سے رخصت ہوگئے، کاش کہ ہمیں یہ سمجھ آجائے کہ ہم سب نے بھی چلے جانا ہے، کیونکہ آخرت ہی ہمارا اصل ٹھکانہ اور گھر ہے۔ کوئی خوشبوؤں میں مہکتا ہوا، مسکراتے ہوئے، اپنے اچھے اعمال کے ساتھ، شاداں وفرحاں، رب تعالیٰ کے دربار میں پیش ہورہا ہے تو کوئی ناکام وخاسر، ذلت وخواری کے طوق کے ساتھ وہاں جارہا ہے، کوئی اس شان کے ساتھ جارہا ہے کہ ملائک، انبیاء کرام، اولیاء کرام ان کا استقبال کررہے ہیں اور دربارِ رسالت میں، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پہنچ کر اپنی خوش بخت زندگی کا صلہ، ان کے قدموں میں رسائی کی شکل میں پارہے ہیں، ان خوش نصیبوں میں ہمارے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عظیم مبلغ، عاشق رسول، فنافی خدمت ختم نبوت حضرت اقدس مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی جو کل تک ہمارے لئے مدظلہ العالی تھے آج ان کے لئے لرزتے ہاتھوں کے ساتھ نوراللہ مرقدہ لکھنا پڑ رہا ہے، عاشق کا جنازہ تھا خوب دھوم سے اٹھا، اہلیان سرگودھا نے ان کے عشق ومحبت کا خوب صلہ دیا، جس طرح طوفانی صاحبؒ نے ختم نبوت کے ساتھ وفا نبھائی اہل سرگودھا نے اس کے صلے میں ان کو رخصت کرنے کا صحیح حق ادا کرکے خود کو عنداللہ سرخرو کیا، احساس نہیں ہونے دیا کہ یہ دیوانہ، عاشق، اس شہر میں مسافر تھا۔ عوام وخواص کو ان کے جنازے میں بلکتے ہوئے اور دھاڑیں مارتے ہوئے دیکھا گیا، پورا شہر ان کے جنازے تک ان کی وفات کے سوگ میں بند رہا، شہر کی مارکیٹیں ان کے جنازے تک مکمل بند رہیں، یہ تھا ان کے عشق کا منجانب اللہ اعزاز، محبوبیت تو خیر ان کو اپنی زندگی میں بھی بہت ہی زیادہ حاصل تھی، ان کی ایک آواز پر پورا سرگودھا شہر بلاتفریق مسلک لبیک کہا کرتا تھا۔ لیکن جنازے نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کی تصدیق کرکے عنداللہ مقبولیت پر بھی مہر تصدیق ثبت کردی، ان کی زندگی میں کئی بار یہ مشاہدہ فقیر کو ہوا کہ ان کے لئے ”یوضع لہ القبول“ لکھ دیا گیا ہے، شہر کے عام وخواص، سرکاری غیرسرکاری سب لوگ ان کی بات کو ادب و احترام کی نظر سے تسلیم کرتے تھے، ان کی سخت درشت باتوں کو نہ صرف یہ کہ ہنس کے پی جاتے تھے بلکہ فخریہ لوگوں کو مزے لے لے کر بتاتے تھے کہ باباجی نے آج مجھے اس طرح ڈانٹا اور ان کے لئے کسی بھی قسم کا بغض وکینہ تو درکنار ان کے بارے میں غلط بات سننا بھی کسی کو گوارا نہیں ہوتا تھا۔ گاؤں میں اپنی ذاتی زمین بیچ کر اس رقم سے بیش قیمت علاقے میں زمین خرید کر تین منزلہ عالی شان عمارت بنا کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو ہدیہ کردی، اسی عمارت میں اپنے لئے ایک چھوٹا سا کمرہ اپنی رہائش کے لئے رکھا ہوا تھا، وہیں پر لوگوں کی آمد ورفت، چہل پہل اور رونق لگائے رکھتے تھے صبح سے رات دیر تک عام وخواص کا مجمع لگا رہتا تھا، مہمانوں کی خدمت اپنی ذاتی پونجی سے کرتے تھے، پورے ملک کے عموماً اور سرگودھا اور اس کے اطراف سے خصوصاً قادیانیوں کی سازشوں کے سلسلے میں بہت ہی زیادہ باخبر رہتے تھے، آنکھیں اور کان مستقل کھلے رکھتے تھے، کہیں سے بھی کوئی قادیانیوں کی سازش کی بھنک بھی پڑ جاتی تو اپنی ہر قسم کی بیماری کو بالائے طاق رکھ کے کمربستہ ہوجاتے تھے، اس وقت وہ نوے سالہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بھوکا شیر بن جاتا تھا۔ ختم نبوت کے جلسوں میں، کانفرنسوں اور اجلاسوں میں جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی بات چیت کررہے ہوتے تھے، تو اس وقت ایسا لگتا تھا کہ ان کا روآں روآں عشق ومحبت میں ڈوبا ہوا ہے، جہاں عشق و

محبت میں فنا تھے، وہاں قادیانیوں کی نفرت ان کے خون میں رچی ہوئی تھی اور اس نفرت کے اظہار کے لئے جوان سے بن پڑتا تھا، زبان سے، ہاتھ سے، مال سے، سب کرتے تھے، حدیث شریف: ’’لایومن احدکم حتی اکون احب الیه من والدہ وولدہ والناس اجمعین ۔‘‘(اس کے ترجمہ میں عموماً لوگ کامل کا اضافہ کرتے ہیں) تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا، جب تک کہ میں اس کو اس کے والدین، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔‘‘ یہ حدیث شریف بیان کرکے غصے میں کہا کرتے تھے کہ ’’کامل‘‘ کا کیا مطلب ہے؟ اس کا ترجمہ یوں کیا کرو کہ سرے سے ایمان والا ہی نہیں وہ شخص جس کے لئے میں اس کے والدین، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ قادیانیوں کی نفرت میں جب برملا تقاریر میں، مجمعوں میں گالیاں دیا کرتے تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ ’’حبِ نبوی‘‘ جیسے ایمان کا حصہ ہے ان کے دشمنوں سے بغض رکھنا بھی ایمان کا حصہ ہے اور اس بغض کا اظہار کرنا بھی ایمان ہے، جوش میں آ کر بولتے تھے کہ قادیانیوں کے ساتھ اور ان کی طرح کے لوگوں کے ساتھ یاوں، یاوں کرنا اور ہنس ہنس کر باتیں کرنا اور ان کو گالیاں دینے کو برا سمجھنے والے کو میں ایمان دار نہیں سمجھتا اور اظہار بغض کے لئے ان کے پاس احادیث سے، صحابہ کرامؓ کے واقعات سے اور اکابر کے اقوال میں سے بہت مضبوط دلائل تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت طوفانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے درجات کو بہت بلند فرمائے، ان کی قربانیوں اور کاوشوں کو منظور و مقبول فرمائے ان کا حشر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صف میں فرمائے اور ان کی قبر کو جنت کا حسین ترین باغ بنائے۔ آمین۔

☆☆.................☆☆

خدا بخش نھوکہ قادیانی کی غیر قانونی توسیع پر شدید احتجاج، لاہور

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تحفظ ختم نبوت کانفرنس ۸۰ فٹ روڈ تاج کمپنی چوک بند روڈ لاہور میں مجلس لاہور کے نائب امیر میاں محمد رضوان نفیس کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں جے یو آئی کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا محمد امجد خان، مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری سید انوار الحسن شاہ بخاری، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، قاری مومن شاہ، مولانا مفتی محمد عقیل، جے یو آئی تحصیل سٹی کے امیر محمد افضل خان، مولانا محمد عرفان شجاع، رانا محمد عثمان قصوری، مولانا محمد قاسم گجر، پروگرام کے منتظم اعلیٰ حاجی محمد اعظم خان، مولانا محمد میاں، مولانا محمد اسامہ سالم، مولانا سلیم اللہ قادری، قاری عبدالغفار، مولانا بدرالدین، مولانا سیف اللہ ربانی، حاجی نادر خان سمیت علما، قرا، تاجر برادری نے شرکت کی۔ مقررین نے حکومت پاکستان کی بدترین قادیانیت نوازی پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ایڈیشنل ڈی جی ایف آئی اے خدا بخش نھوکہ قادیانی کی غیر قانونی توسیع پر شدید احتجاج کیا۔ مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ اور شریعت محمدی کی اساس اور بنیاد ہے۔ دین اسلام اللہ کا آخری دین ہے اور یہی دین مدارنجات ہے۔ قادیانی ختم نبوت کے انکار کی وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، ختم نبوت کے لئے کام کرنا دور حاضر کا جہاد اکبر ہے۔ نوجوان نسل کی آگاہی کے لئے پاکستان کے تعلیمی نصاب میں ختم نبوت کا مضمون شامل کیا جائے۔ یہ مسلمان کے ایمان کا بنیادی عقیدہ ہے، قرآن وسنت مسلمانوں کا سپریم لاء ہے اسے نافذ کیا جائے۔ ختم نبوت کا تحفظ دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا تحفظ ہے۔ علما کرام نے کہا کہ ابوبکر خدا بخش نھوکہ سرکاری افسر دوران ملازمت غیر آئینی وقانونی سرگرمیوں میں ملوث رہا اور اب اس کی مدت ملازمت میں توسیع دینے کے لئے عدالتی احکامات کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے مولانا محمد امجد خان نے کہا کہ فوری طور پر قادیانیت نوازی کا یہ اقدام واپس نہیں لیا گیا تو ملک گیر سخت احتجاج کیا جائے گا۔ موجودہ حکومت پہلے ہی سیاسی امور، مہنگائی اور نااہلی کی وجہ سے مشکلات کا شکار ہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ پاکستان کے حساس سرکاری وکلیدی عہدوں پر قادیانیوں کی تقرری پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔ مصورِ پاکستان ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے کہا تھا کہ قادیانی دین اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔ قاری مومن شاہ نے کہا کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے، آج پاکستان کے قیام کے تقاضے اور اس کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ آئین پاکستان کی اصل روح پر عمل کرتے ہوئے قادیانیوں کو آئین کا پابند بنایا جائے۔ واضح رہے کہ عدالتی احکامات کے تحت سرکاری ملازموں کی مدت ملازمت میں توسیع پر پابندی ہے۔ ابوبکر خدا بخش نھوکہ کو ریٹائر ہونے کے باوجود نئے معاہدے کے تحت ملازمت پر برقرار رکھنا عدالتی احکامات کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ اگر ابوبکر خدا بخش نھوکہ کی غیر قانونی تعیناتی نہ روکی گئی تو ملک گیر سخت احتجاج کیا جائے گا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ..... حیات وکارنامے

مولانا نصیرالدین قاسمی ولید پوری

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی شخصیت تعارف سے بے نیاز ہے، عرب کے حکمرانوں کا عزم و جزم، عقل و تدبر پورے تناسب سے اس شخصیت کے دل و دماغ میں جمع ہوگیا تھا، عربی کتب، ادب و تاریخ ان کے تدبر کے واقعات سے لبریز ہیں، ہمیشہ ان کی سیاست کامیاب و کامران رہی، وہ اپنے زمانے کے اہل اللہ اور مقرب الی اللہ تھے۔

جب خلیفہ ولید نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو مدینہ منورہ کا گورنر بنایا، تو آپؒ نے فرمایا کہ میں اسی شرط پر گورنری منظور کرتا ہوں کہ مجھے پہلے گورنروں کی طرح ظلم واستبداد پر مجبور نہ کیا جائے۔ خلیفہ نے کہا: ''آپ حق وعدل پر عمل کریں خواہ خزانہ شاہی کو ایک پائی بھی نہ ملے'' آپؒ نے مدینہ منورہ پہنچ کر سب سے پہلے علماء و اکابر کو جمع کیا اور ان لوگوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ: ''اگر آپ لوگوں کو میری ریاست میں کہیں بھی، کسی پر بھی ظلم وستم ہوتا ہوا نظر آجائے، تو خدا کی قسم مجھے اس کی اطلاع ضرور کریں، جب تک آپؒ مدینہ کے گورنر رہے کسی شخص نے آپؒ سے عدل وانصاف، نیکی و بھلائی، سخاوت، فیاضی، ہمدردی وغمگساری اور خیر خواہی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔

خلیفہ سلیمان کی آخری بیماری میں اس سراپا عدل وانصاف کے پیکر کو شک ہوا کہ وہ کہیں آپؒ کو اپنا نائب اور جانشین نہ مقرر کردے؛ چنانچہ افتاں وخیزاں ''رجاء بن حیوۃ'' (وزیر اعظم) کے پاس تشریف لے گئے اور یوں گویا ہوئے: ''مجھے خطرہ ہے کہ خلیفہ سلیمان نے کہیں میرے حق میں وصیت نہ کردی ہو؛ لہٰذا اگر اس نے وصیت کی ہوگی، تو آپ کے علم میں تو ضرور ہوگا، آپ مجھ کو بتادیں تاکہ میں استعفاء دے کر پہلے ہی سبکدوش ہوجاؤں اور وہ اپنی حیات میں ہی کوئی دوسرا انتظام کر جائیں'' رجاء بن حیوۃ نے اس وقت آپ کو ٹال دیا؛ مگر جب وصیت نامہ منصۂ شہود پر آیا، تو آپؒ کا خطرہ بالکل درست ثابت ہوا، اس وقت خلیفہ سلیمان دنیا سے رخصت ہوچکے تھے، اس واسطے آپؒ نے عام مسلمانوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! میری خواہش اور تمہارے استصواب کے بغیر خلیفہ بنایا گیا ہے، میں تمہیں اپنی بیعت سے خود ہی آزاد کرتا ہوں تم جسے چاہو اپنا خلیفہ چن لو'' یہ سن کر مجمع سے بالاتفاق آواز آئی ''یاامیرَ المومنین! ہمارے خلیفہ آپ ہیں'' آپؒ نے ارشاد فرمایا: ''صرف اس وقت تک جب تک کہ میں اطاعت الٰہی کی حد سے باہر قدم نہ رکھوں'' اس گفتگو کے بعد شاہی سواریاں پیش کی گئیں؛ تاکہ آپؒ محل شاہی میں تشریف لے جائیں، آپ نے ارشاد فرمایا: ''انہیں واپس لے جاؤ! میری سواری کے لئے میرا خچر کافی ہے، جب علماء کرام نے منبر پر حسب رواج آپ کا نام لیا اور درود وسلام بھیجا، تو آپؒ نے فرمایا: ''میرے بجائے سب مسلمان بندوں میں مردوں اور عورتوں کے لئے دعا کرو اگر میں بھی مسلمان ہوں گا، تو یہ دعا مجھے بھی خود بخود پہنچ جائے گی۔'' ان تمام کارروائیوں کے مکمل ہونے کے بعد آپ اداس چہرے، حیران آنکھوں اور اڑے ہوئے رنگ کے ساتھ گھر آئے، لونڈی نے دیکھتے ہی کہا: ''آپؒ آج اس قدر پریشان کیوں ہیں؟'' فرمایا: ''آج مجھ پر فرض عائد کیا گیا ہے کہ میں ہر مسلمان کا بغیر اس کے مطالبہ کے حق ادا کروں، آج میں مشرق ومغرب کے ہر یتیم ومسکین کا اور ہر بیوہ ومسافر کا جواب دہ بنایا گیا ہوں، پھر مجھ سے زیادہ قابل رحم اور کون ہوسکتا ہے۔ پھر اپنی بیوی فاطمہ سے جو کہ خلیفہ عبدالملک کی نورِ نظر تھیں ارشاد فرمایا: ''اپنا وہ بیش قیمت جواہر جو تمہیں عبدالملک نے دیا تھا، بیت المال میں داخل کردو، یا مجھ سے اپنا تعلق ختم کرلو۔ یہ سن کر باوفا سیر چشم بیوی اٹھیں اور اپنے جواہرات کو بیت المال میں بھیج دیا، جب دامن پاک اور گھر صاف ہوچکا، تو آپ اہل خاندان کی طرف متوجہ ہوئے اور یزید اور معاویہ تک کے وارثوں کو ایک ایک کر کے پکڑا اور تمام غصب

شدہ جائیداد اور اموال اصل وارثوں کو واپس کردیے، مال ودولت اس کثرت سے واپس ہوا کہ حکومتِ عراق کا خزانہ خالی ہوگیا اور اخراجات کے لئے دمشق سے وہاں روپیہ بھیجا گیا، بعض خیرخواہوں نے کہا: ''یاامیرَ المومنین! آپ اپنی اولاد کے لئے کچھ چھوڑ دیں'' تو ارشاد فرمایا: ''میں انہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔'' حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے گھر والوں کے روزینے بند کردیے، جب انھوں نے تقاضا کیا تو فرمایا: ''میرے اپنے پاس کوئی مال نہیں ہے اور بیت المال میں تمہارا حق بھی اسی قدر ہے جتنا کہ اس مسلمان کا جو سلطنت کے آخری کنارے پر آباد ہے، پھر میں تمہیں دوسرے مسلمانوں سے زیادہ کس طرح دے سکتا ہوں؟ خدا کی قسم اگر ساری دنیا بھی تمہاری ہم خیال ہوجائے تو پھر بھی میں نہیں دوں گا۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنی سلطنت کے اندر مسلم اور غیر مسلم کے شہری حقوق کو یکساں کردیا، حیرہ کے ایک مسلمان نے ایک غیر مسلم کو کسی وجہ سے قتل کردیا، آپؒ نے قاتل کو پکڑ کر مقتول کے وارثوں کے حوالے کردیا اور انھوں نے اسے قتل کردیا، ایک عیسائی نے خلیفہ عبدالملک کے بیٹے ہشام پر دعویٰ کردیا، جب مدعی اور مدعا الیہ حاضر ہوئے تو آپؒ نے دونوں کو برابر کھڑا کردیا، ہشام کا چہرہ اس بے عزتی پر فرطِ غضب سے سرخ ہوگیا، آپؒ نے یہ دیکھا تو فرمایا: ''اس کے برابر کھڑے رہو، شریعتِ حقہ کی شانِ عدالت یہی ہے کہ ایک بادشاہ کا بیٹا عدالت میں ایک نصرانی کے برابر کھڑا ہو۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دورِ حکومت صرف ڈھائی سال ہے، اس مختصر اور قلیل مدت میں خلقِ خدا نے یوں محسوس کیا کہ زمین آسمان کے درمیان عدل کا ترازو کھڑا ہوگیا ہے اور فطرتِ الٰہی خود آگے بڑھ کر انسانیت کو آزادی محبت اور خوشحالی کا تاج پہنارہی ہے، لوگ ہاتھوں میں خیرات لئے پھرتے تھے؛ مگر کوئی محتاج نہیں ملتا تھا کہ یہاں کوئی حاجت مند باقی نہیں رہا، اور عطیات کو واپس کردیتے تھے، عدی بن ارطاط (والیٔ فارس) نے آپ کو لکھا کہ یہاں خوش حالی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ عام لوگوں کے کبر وغرور میں مبتلا ہوجانے کا خطرہ ہوگیا ہے، آپ نے جواب بھیجا لوگوں کو خدا کا شکر ادا کرنے کی تعلیم دینا شروع کردو۔

ایک طرف لاکھوں اور کروڑوں لوگ امن ومسرت اور راحت وشادمانی کے شادیانے بجا رہے تھے، تو دوسری طرف وہ وجودِ مقدس جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا تھا روز بروز لاغر وضعیف و نزار ہوتا چلا جارہا تھا، اسے دن کا چین میسر نہیں تھا، اسے رات کی نیند نصیب نہ تھی، جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مدینہ کے گورنر بنائے گئے، تو اس وقت ان کا ذاتی ساز وسامان اس قدر وسیع اور عظیم تھا کہ صرف اسی سے پورے تیس اونٹ لاد کر مدینہ منورہ بھیجے گئے، جسم اس قدر تر و تازہ تھا کہ ازار بند پیٹ کے پٹوں میں غائب ہوجاتا تھا، لباسِ تنعم وعطریات کے بے حد شوقین تھے، نفاست پسندی کا یہ عالم تھا کہ جس کپڑے کو دوسرے لوگ آپؒ کے جسم پر ایک دفعہ دیکھ لیتے تھے دوبارہ نہیں دیکھتے تھے، خوشبو کے لئے مشک اور عنبر استعمال کرتے تھے، رجاء بن حیوۃ کا بیان ہے کہ ہماری سلطنت میں سب سے زیادہ خوش لباس، معطر اور خوش خرام شخص عمر بن عبدالعزیزؒ تھے، آپ جس طرف سے گزرتے تھے گلیاں اور بازار خوشبو میں نہاجاتے؛ لیکن جس دن خلیفۂ اسلام بنائے گئے، آپؒ نے ساری جاگیریں اصل مالکوں کو واپس کردیں اور فرش، لباس، عطریات، ساز وسامان، محلات، لونڈی وغلام اور سواریاں سب بیچ دیے، اور قیمت بیت المال میں داخل کردی، آپؒ کے پاس صرف ایک جوڑا رہتا تھا جب وہ میلا ہوتا، اسی کو دھوکر پہن لیتے تھے، مرض الموت میں آپ کے سالے نے اپنی بہن فاطمہ یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز کی اہلیہ سے کہا: ''امیرالمومنین کی قمیص بہت میلی ہورہی ہے لوگ بیمار پرسی کے لئے آتے ہیں اسے بدل دو'' حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی بیوی نے یہ سنا

ABS
ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

اور خاموش ہوگئیں، بھائی نے جب پھر یہی تقاضا کیا تو فرمایا: ’’خدا کی قسم! خلیفۂ اسلام کے پاس اس کے سوا کوئی دوسرا کپڑا نہیں ہے، میں کہاں سے دوسرا کپڑا پہنادوں‘‘ اور یہ جوڑا بھی خلیفۂ وقت کے بدن پر جو تھا صحیح سالم نہ تھا، اس میں کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔

ایک دن آپؒ کو انگور کھانے کی تمنا ہوئی، آپؒ بیوی کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ’’کیا تمہارے پاس ایک درہم ہے؟ میں انگور کھانا چاہتا ہوں‘‘ بیوی (فاطمہ) نے کہا: ’’خلیفۃ المسلمین ہوکر کیا آپ میں ایک پیسہ خرچ کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے‘‘ فرمایا: ’’میرے لئے جہنم کی ہتھکڑی سے زیادہ یہ آسان ہے۔‘‘

جب خلافت کی ذمہ داریوں کا پہاڑ آپؒ پر ٹوٹ پڑا، تو غذا اور خوراک کے علاوہ میاں بیوی کے تعلقات سے بھی علیحدگی اختیار کرلی، سارا دن سلطنت کی ذمہ داریاں نبھاتے اور رات کے وقت عشاء پڑھ کر تنِ تنہا مسجد میں بیٹھ جاتے اور ساری ساری رات جاگتے، سوتے، گریہ وزاری میں بسر کردیتے، بیوی سے ان کی یہ حالت دیکھی نہ جاتی، ایک دن انھوں نے تنگ آکر پوچھا، تو ارشاد فرمایا: ’’میں نے ذمہ داری کے سوال پر بڑی اچھی طرح غور وخوض کیا ہے اور اس کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ میں اس امت کے چھوٹے بڑے اور سیاہ وسفید کاموں کا ذمہ دار ہوں، مجھے یہ یقین ہوچکا ہے کہ میری سلطنت کے اندر جس قدر بھی غریب، مسکین، یتیم، مسافر اور مظلوم موجود ہیں ان سب کی ذمہ داری مجھ پر ہے، خدا تعالیٰ ان سب کے متعلق مجھ سے پوچھے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے متعلق مجھ پر دعویٰ کریں گے: اگر میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جواب نہ دے سکا تو میرا انجام کیا ہوگا؟ جب میں ان سب باتوں کو سوچتا ہوں تو میری طاقت گم ہوجاتی ہے، دل بیٹھ جاتا ہے، آنکھوں میں آنسو بے دریغ بہنے لگتے ہیں۔‘‘

۱۰۱ھ میں اموی خاندان کے بعض لوگوں نے آپؒ کے غلام کو ایک ہزار اشرفی دے کر آپ کو زہر دلوادیا، آپ کو اس کا علم ہوا تو غلام کو پاس بلایا، اس سے رشوت کی اشرفیاں لے کر بیت المال میں بھجوادیا اور فرمایا: ’’جاؤ میں تمہیں اللہ کے لئے معاف اور آزاد کرتا ہوں۔‘‘ پھر اپنے بیٹوں کو پاس بلایا اور فرمایا: ’’اے میرے بچو! دو باتوں میں سے ایک بات تمہارے باپ کے اختیار میں تھی، ایک یہ کہ تم دولت مند ہوجاؤ اور تمہارا باپ دوزخ میں جائے، دوسری یہ کہ تمہارا باپ جنت میں داخل ہو، میں نے آخری بات پسند کرلی، اب میں تمہیں صرف خدا ہی کے حوالے کرتا ہوں۔

ایک شخص نے کہا: ’’حضرت کو روضۂ نبوی کے اندر چوتھی خالی جگہ میں دفن کیا جائے یہ سن کر فرمایا: ’’خدا کی قسم! میں ہر عذاب برداشت کرلوں گا؛ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک کے برابر اپنا جسم رکھواؤں، یہ جرأت مجھے برداشت نہیں۔‘‘

اس کے بعد آپؒ نے ایک عیسائی کو بلوایا اور اس سے اپنی قبر کی زمین خریدی، عیسائی نے کہا: ’’میرے لئے یہ عزت کیا کم ہے کہ آپ کی ذات پاک میری زمین میں دفن ہو، میں اب عزت کی قیمت وصول نہیں کروں گا‘‘۔ فرمایا: ’’یہ نہیں ہوسکتا‘‘ آپؒ نے اصرار کرکے قیمت اسی وقت ادا کردی، پھر فرمایا جب مجھے دفن کروتو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ’’ناخن اور موئے مبارک‘‘ میرے کفن کے اندر رکھ دینا، اسی وقت پیغام ربانی آگیا اور زبانِ مبارک پر یہ آیات جاری ہوگئیں: ’’تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا وَّلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ‘‘ اور روحِ اطہر جسم سے پرواز کرگئی۔ اِنّا لِلّٰہ وانا الیہ راجعون۔

بارگاہِ ایزدی میں احقر دعا گو ہے کہ: اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جیسی زندگی اور موت نصیب فرمائے۔ آمین، یاربَّ العالمین۔ ☆☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

وزیر اعظم پاکستان کے نام کھلا خط

بخدمت جناب عمران خان نیازی وزیر اعظم پاکستان، اسلام آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی! ایک انتہائی اہم اور حساس مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ:

1:.... ایڈیشنل ڈی جی ایف آئی اے خدا بخش تھوکہ سکہ بند قادیانی ہیں۔

2:.... اس کے جنونی قادیانی ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ ضلع خوشاب میں اپنی زمینوں پر قادیانیوں کے ضلعی وڈویژنل مذہبی اجتماع منعقد کراتا رہا ہے، جب کہ ضلعی انتظامیہ بوجہ قانون کی پاسداری کے قادیانیوں کو مسلمانوں میں جلسہ عام کے ذریعہ تبلیغ کرنے کی اجازت نہ دیتی تو علی الاعلان دھڑلے سے روڈہ ضلع خوشاب ایٹمی پاور پلانٹ کے قریب اپنی زمینوں پر قادیانیوں کو جلسہ کرنے کی سہولت دیتا رہا اور سرکاری ملازمت کے باوجود ان اجلاسوں کی صدارت کرتا رہا۔

3:.... اس کا ایک بھائی آج بھی قادیانی جماعت ملتان کا ہیڈ ہے، اس کی ریشہ دوانیاں اور قانون شکنی کرکے قادیانیت کی تبلیغ کرنا، مسلمانوں کو اشتعال دلانا اور لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا کرنے پر ایک زمانہ گواہ ہے۔

4:.... خدا بخش تھوکہ نے اپنے زمانہ ملازمت کے دوران چن چن کر قادیانیوں کو بھرتی کیا، آج اس کا بھتیجا اور داماد وقاص تھوکہ قادیانی ایس ایس پی کے عہدہ پر ہے، اس نے سرکاری حیثیت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ایسے قادیانیت کو ترقی دی کہ مدتوں پولیس اور ایف آئی اے کا محکمہ قادیانیوں کی آماج گاہ بنا رہے گا۔

5:.... اب یہ شخص 6 رجنوری 2022ء کو اپنی مدت ملازمت پوری کرکے ریٹائر ہو رہا ہے، چونکہ عدالتی حکم سے سرکاری ملازمین کو توسیع دینے پر پابندی ہے۔ اس کے باوجود حکومت پاکستان میں چھپے قادیانی عناصر کی شہ پر ایف آئی اے کے ایڈوائزر کے طور پر اس کے ساتھ اگریمنٹ کیا جارہا ہے۔ اس کی فائل جناب وزیر اعظم صاحب! آپ کی میز پر رکھی ہوئی ہے۔

6:.... عدالتی فیصلہ کو یکسر نظر انداز کرکے چور دروازے سے اس متعصب قادیانی کو دوبارہ سالہا سال کے لئے مسلمانوں کے سروں پر مسلط کرنے کا کھیل رچایا جارہا ہے۔

7:.... جب تمام سرکاری ملازمین وافسران اس کے ہم پلہ مدت ملازمت پوری کرکے ریٹائر ہوگئے تو اسے قادیانی ہونے کے ناتے دوبارہ خلافِ قانون اور متعین راستوں سے ہٹ کر توسیع دینا جہاں وطن عزیز کے ساتھ زیادتی ہے، وہاں اسلامیان وطن کو بھی اذیت ناک صورت حال سے دوچار کیا جاتا ہے۔ آنجناب سے درخواست ہے کہ ہرگز ہرگز اسے دوبارہ اگریمنٹ پر توسیع نہ دی جائے اور بدترین قادیانیت نوازی کا دروازہ بند کیا جائے ورنہ یہ اسلامیان وطن کو اشتعال دلانے کے مترادف ہوگا، جو کسی طرح قابل برداشت نہ ہوگا۔

امید ہے کہ ان معروضات پر ٹھنڈے دل ودماغ سے غور فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق بخشیں۔ یاد رکھیں کہ پاکستان کے بہترین مفاد میں جس جذبۂ صادق سے یہ درخواست کی گئی ہے، اسی جذبہ سے اس پر توجہ فرمائیں۔

والسلام

اللہ وسایا

خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

۲۴ر دسمبر ۲۰۲۱ء

کاپی برائے:

۱:... صدر مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان

۲:... چیف جسٹس آف پاکستان، اسلام آباد

PTO

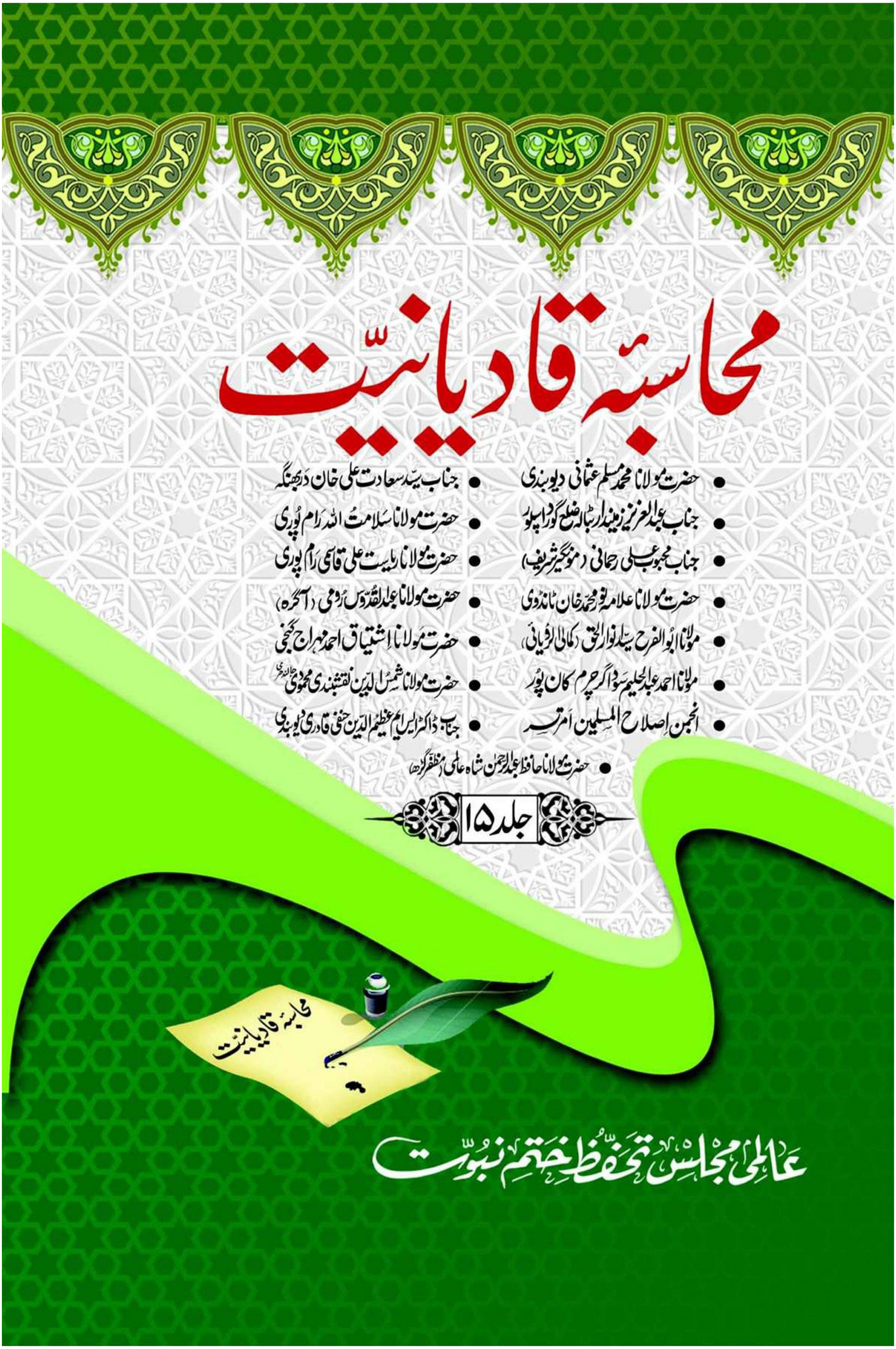
محاسبۂ قادیانیت
حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی
جناب سید سعادت علی خان دربھنگہ
جناب عبدالعزیز زمیندار بٹالہ ضلع گورداسپور
حضرت مولانا سلامت اللہ رام پوری
جناب محبوب علی رحمانی (مونگیر شریف)
حضرت مولانا ریاست علی قاسمی رام پوری
حضرت مولانا علامہ نور محمد خان ٹانڈوی
حضرت مولانا عبدالقدوس رومی (آگرہ)
مولانا ابو الفرح سید نوار الحق (کمالی لرفیانی)
حضرت مولانا اشتیاق احمد مہراج گنجی
مولانا احمد عبدالحلیم سوداگر چرم کان پور
حضرت مولانا شمس الدین نقشبندی محمودی جالندھری
انجمن اصلاح المسلمین امرتسر
جناب ڈاکٹر ایس ایم عظیم الدین حنفی قادری دیوبندی
حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن شاہ عالمی (مظفر گڑھ)
جلد ۱۵
محاسبۂ قادیانیت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت